



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ نزل الحسن الحسنین علیہ السلام



لاہور  
مسک  
ہفت روزہ  
آئینہ حد  
کادائی

مرکزی جمعیت  
آئینہ حد  
پاکستان  
کراچی

حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی

جلد: 46  
یکم تا ۷ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ 23 تا 29 جنوری 2015ء  
شمارہ: 03

# 21 ویں آئینی ترمیم



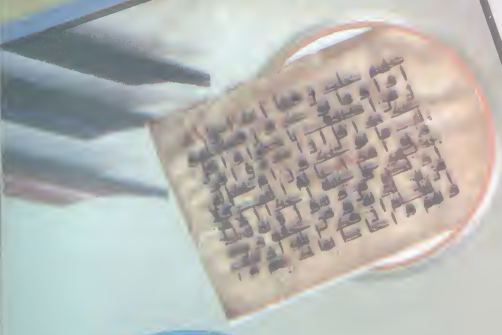
دہشت گردی کو صرف مذہب  
اور فرقہ تک محدود نہ رکھا جائے

امیر تحریک و فیہر سینیٹر ساجد میر حفظہ اللہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد حسین بنالوی سے  
مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ!



حدیث و سنت کی کتابت  
عہد نبوی میں!



قرآن و سنت  
کی روشنی میں

• ضلع کی تعریف.....!؟

• نومولود کا نام کب رکھا جائے.....!؟

• اونٹ کا گوشت کھانے پر دوبارہ وضوء.....!؟

سچائی کی اہمیت





## درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد

## معزز کون؟

ارشاد باری ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات: 13)  
 ”اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک نر اور ایک مادہ سے پیدا کیا ہے اور پھر تم کو مختلف قومیں اور خاندان بنادیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک تم میں سب سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔“

برداری خاندان اور قوموں کی بنیاد پر انسان نے آج کلواریں نیام سے نکال رکھی ہیں اور معزز و محترم بننے کے دنیاوی اور مادیات پر ستانہ اصولوں نے انسان کو اپنے ہی بھائی اور اپنے ہی قبیلہ کے افراد کے سامنے لاکھڑا کیا ہے۔ لیکن اگر انسان اپنے خالق و مالک کی ابدی ہدایت اور کتاب روشن سے رہنمائی لے کر اس دنیا میں زندگی گزارنے کا عزم مصمم کرے تو یہ معاشرہ امن، محبت اور اخوت کی آماجگاہ بن جائے اس صورت میں وہ جان جائے گا کہ قبائل و اقوام اور خاندان و برادری کی تقسیم کا مقصد کیا ہے؟ عزت و توقیر اور احترام و وقار کے ان مصنوعی اصولوں میں سوائے حقوق کی پامالی اور ظلم و ستم کے کچھ نہیں جبکہ فی الحقیقت معزز و محترم وہ ہے جو اپنے دل میں اللہ کی محبت اور اللہ کا خوف سیٹھ ہوئے ہے اور اپنے اوپر تقویٰ کا لباس اوڑھ ہوئے ہے:

﴿يَذِي أَدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ لِبَاسًا يُؤَدِّي سَوَاتِيَكُمْ وَرِيْشًا وَلِبَاسَ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ﴾ (الأعراف: 26)

”اے بنی آدم! ہم نے تمہارے لیے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس اس سے بھی بڑھ کر ہے۔“  
 اقوام ماضی نے بھی جب آسمانی اصولوں کو پس پشت ڈالا اور شیطانی شلجے میں جھکڑے گئے تو ذلت و رسوائی اور بدنامی ان کا مقدر ٹھہری، لیکن اگر وہ اللہ کے اصولوں کو اپناتے تو فرائی نعمت اور خوشحالی سے ہمیشہ لطف اندوز ہوتے:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَ اتَّقَوْا لَكَفَرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَآ دَخَلْنَاهُمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ﴾ (الباقدة)

”اگر اہل کتاب ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کر دیتے اور اور ہم انہیں راحت و آرام کی جنتوں میں لے جاتے۔“  
 اللہ کی معیت کا اعزاز بھی صاحب تقویٰ کو حاصل ہوگا اور اس اعزاز سے بڑھ کر اور اعزاز کیا ہو سکتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ﴾ (النحل)

”یقیناً! اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور حسن سلوک اختیار کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔“  
 مسلمانوں کو جان لینا چاہیے کہ تقویٰ، نیکی اور حسن سلوک ہی اللہ کی رحمت حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے جبکہ اس کے بغیر دنیا میں بھی ذلت ہے اور آخرت میں بھی ناکامی سے دوچار ہونا پڑے گا۔

## درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

## بدعات سے بچیں

اَعَنْ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا، لِيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ". عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ: "فَأَقُولُ إِنَّهُمْ مِنِّي، فَيَقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَخَذُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي." [رواه البخاري]

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں حوض پر تم سے پہلے ہی موجود ہوں گا جو شخص میرے پاس سے گزرے گا وہ (اس سے) پیئے گا اور جس نے پی لیا اسے کبھی پیاس نہ لگے گی۔ کچھ لوگ میرے پاس آئیں گے میں انہیں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی۔“ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ نے فرمایا: ”میں کہوں گا یہ تو مجھ سے ہیں (میرے امتی ہیں)۔ مجھے کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئے کام ایجاد کر لیے تھے۔ میں کہوں گا اس شخص کے لیے (مجھ سے) دوری ہو جس نے میرے بعد دین میں تبدیلی کر لی۔“

ہر مسلمان رسول اکرم ﷺ کی سفارش پر بھروسہ کیے بیٹھا ہے اور اسی امید پر کہ نئی ہمارے سفارشی ہیں۔ آپ ﷺ ہمیں اللہ کے عذاب سے بچالیں گے۔ نبی کریم ﷺ کی سفارش برحق ہے آپ ﷺ اپنی امت کو عذاب الہی سے بچانے کی ہر ممکن کوشش فرمائیں گے۔ لیکن جب آپ ﷺ کو بتایا جائے گا کہ ان لوگوں نے آپ کے دین میں تبدیلیاں کیں تو یہ سن کر آپ ﷺ سخت ناراض ہوں گے اور ارشاد فرمائیں گے کہ ”جس نے میرے بعد میرے دین میں تبدیلی پیدا کی اس کے لیے ہلاکت اور مجھ سے دوری ہے۔“

مذکور بالا حدیث میں اسی بات کا بیان ہے کہ آپ حوض کوثر پر اپنی امت کو پانی پلا رہے ہوں گے کہ اچانک ایک ایسا گروہ سامنے آئے گا جن کے اعضائے وضو چاندی کی طرح چمک رہے ہوں گے جس سے ظاہر ہوگا کہ یہ امت محمدیہ کے افراد ہیں۔ حضور ﷺ ان کو پہچان رہے ہوں گے اور وہ آپ ﷺ کو پہچان لیں گے۔ پھر آپ ﷺ اور ان کے درمیان ایک رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی۔ یہ صورتحال دیکھ کر آپ ﷺ فرمائیں گے ”ان کو میرے پاس آنے سے کیوں روک رہے ہیں؟“ تو عرض کیا جائے گا کہ آپ ﷺ کو علم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کتنے نئے کام جاری کر لیے تھے۔ یہ سن کر آپ ﷺ سخت ناراض ہوں گے اور فرمائیں گے کہ ”ان کے لیے ہلاکت اور دوری ہے جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کر دی۔“

اس تناظر میں دیکھیں تو آج لوگوں نے اصل اور خالص دین کو چھوڑ کر خود ساختہ اعمال ثواب سمجھ کر کرنا شروع کر دیے ہیں جو کہ بدعات ہیں وہ لوگ انہیں ثواب سمجھ کر کرتے ہیں۔ بدعات اور رسومات کو پہچان کر چھوڑنے کی کوشش کی جائے اور سنت نبوی پر عمل کیا جائے۔

## وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا

ان دنوں جب کہ پاکستان میں کاروانِ عمل بالحدیث مختلف شہروں، اضلاع اور صوبوں میں نئے عزم کے ساتھ زیرِ ترتیب ہے ضروری سمجھا کہ اہل حدیث کے منہج کے بارے میں مختصر گفتگو کی جائے اور اس کے لیے برصغیر میں اس کے پس منظر کا تذکرہ بھی کر دیا جائے۔ آپ جانتے ہیں کہ انیسویں صدی برصغیر کے مسلمانوں کے لیے سخت ترین ابتلاء اور مصائب و آلام کی صدی تھی۔ ہندوستان میں نو سو سال حکومت کرنے کے بعد ان سے حکومت چھن چکی تھی۔ انگریز ملک کے درو بست پر قابض ہو چکا تھا۔ ہندو اور انگریز مل کر مسلمانوں کو سیاسی و معاشی طور پر ختم کرنے کے درپے تھے۔ ہندو تو نو سو سالہ غلامی کا اور انگریز آئندہ کے مزعومہ خدشات کے پیش نظر مسلمانوں کو اس طرح بٹھا کر دینا چاہتے تھے کہ یہ دوبارہ سر نہ اٹھاسکیں اور اقتصادی، معاشی، تعلیمی اور تہذیبی و تمدنی میدان میں انہیں ہر لحاظ سے بے اثر کر دیا جائے۔ نیز بے روزگاری کے ساتھ ساتھ وسائل سے تہی دامن کر دیا جائے۔ حکومتی اداروں اور مناصب ملکی کے قریب پھٹکنے نہ دیا جائے۔

1857ء کی مسلمانوں کی تحریک آزادی کو غداری قرار دینے میں ہندو اور انگریز دونوں متحد ہو گئے اور وہ آج کی طرح اسلام کو ہی مسلمانوں کی قوت کا سرچشمہ تصور کرتے تھے اور اس تحریک آزادی کا محرک علماء کرام کو ہی سمجھا جاتا تھا۔ اسی لیے انہیں پابند سلاسل اور بے شمار مصائب و آلام سے دوچار کیا گیا اور اس تحریک کو ”دہائی تحریک“ کا نام دیا گیا۔ ان کے دینی ادارے بے شمار مشکلات سے دوچار رہے۔ ایسے پر آشوب دور میں مسلمانوں کے لیے زندگی اور قوت کا پاسان اسلام ہی تھا۔ دشمنان اسلام کو آج بھی یہی ٹھکتا ہے۔

مسلم اہل حدیث اسلام کی اصل تعبیر اور سچی تصویر ہے اور اسلام کا دوسرا نام ہے۔ اہل حدیث کسی فرقے کا نام نہیں بلکہ وہ ایک تحریک ہے جو تعلیمات نبوت ﷺ سے پیدا ہوئی اور اس تحریک کے افراد اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار و امصار میں محدثین، سلفی، اثری، محمدی اور اہل حدیث کے حسین ناموں سے یاد کیے جاتے رہے۔

بلاشبہ تحریک اہل حدیث، کتاب و سنت کی داعی ہے اور اسلام کتاب و سنت سے عبارت ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہمارا ماضی نہایت تابناک، درخشندہ و تابندہ ہے۔ ہم تحدیثِ نعمت کے طور پر اس کا اظہار کرتے ہیں کہ ہمارے اسلاف نے مسلک کی دعوت و تبلیغ اور اشاعت میں اس قدر جدوجہد کی جس کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ ہمارے اسلاف وہ تھے جنہیں امام کائنات ﷺ کی غلامی پر فخر تھا۔ ہمارے اسلاف درویش منش انسان تھے مگر مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کی دنیا ان کے نام سے لرزہ بر اندام رہتی تھی۔ علامہ اقبالؒ نے ان الفاظ میں انہیں اسلاف کی سیرت و کردار کی جھلک پیش کی ہے۔

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا  
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی  
تحریک اہل حدیث درحقیقت قربانیوں کی داستان ہے۔ آج کا پڑھا لکھا ہر شخص اس کو قبول کرنے کے لیے تیار ہے۔ یہ بات باعثِ اطمینان ہے کہ اس تحریک کی قیادت مضبوط باصلاحیت اور علمی ہاتھوں میں ہے۔ اپنے وسائل سے کام لے کر تحریک اہل حدیث کو فروغ دینے کی جو مساعی جیلہ کی جارہی ہیں وہ قابلِ تحسین ہیں۔ حقیقی بات یہ ہے کہ تحریک اہل حدیث تمسک بالکتاب والسنۃ ایسے صحیح ترین مسلک کی علمبردار اور شاندار ماضی کی وارث ہے۔ اس کے صلحاء، علماء اور زعماء کے کارنامے ان کی علمی برتری اور دینی تفوق ہماری ملی تاریخ کا سنہری باب ہے۔ جماعت کے عام

مدیر اعلیٰ  
بشیر انصاری  
ایم اے

مجلس  
ادارت

☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری  
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد  
☆ پروفیسر مقبول احمد قاضی  
اس شمارہ میں

- |    |   |
|----|---|
| 1  | درس قرآن و حدیث                         |
| 2  | اداریہ                                  |
| 4  | احکام و مسائل                           |
| 6  | نقلی و دیناری صفات اور علاقہ (حطبہ حرم) |
| 9  | فنِ کتابت اور دورِ نبویؐ                |
| 11 | ہمیشہ حق ہو لے!                         |
| 14 | حضرت مالوٹیؒ سے مرزا کا آخری فیصلہ      |
| 18 | سافخہ پٹارہ فساد فی الارض               |
| 19 | نعت واجب کر دینے والے چند اعمال         |
| 20 | مولانا عبدالغفار محمدی جواریہ رحمت میں  |
| 23 | طب و صحت                                |
| 24 | اخبار الجماعہ                           |

ادارہ تہذیب و تعلیم کتبیت اہل حدیث کے نام سے  
اور ترسیل و زینت کے نام سے جاری ہے

بہارِ اہل سنت لاہور

چوک اہل حدیث (المعرفہ بقیچہ چوک)  
106، راوی روڈ لاہور۔ 54000

فون 042-37720257 فیکس 042-37725525  
email: weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک

سالانہ ..... 500/- روپے  
ششماہی ..... 300/- روپے  
بذریعہ دیہی ..... 535/- روپے  
بیرونی ممالک سے ..... 5500/- روپے  
فی پرچہ ..... 15/- روپے

بشیر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ”المسیر پرنت ان“ شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔



انفراد میں بھی دافر دینی جذبہ روشن ضمیری اور متحرک مزاجی موجود ہے۔ تحریک کا دامن ان تمام فکری اور عملی توانائیوں سے ہمکنار ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ دور لٹریچر میڈیا اور علم و فن کی ترقی کا دور ہے۔ دنیا میں علم و آگہی کی روشنی جس قدر عام ہوتی جا رہی ہے اہل اسلام دین کے اصل مرکز کتاب و سنت کے دامن سے وابستہ ہوتے جا رہے ہیں۔ بحمد اللہ آج عالم اسلام ہی نہیں بلکہ یورپ کے دینی حلقوں میں بھی یہ فکر عام ہو چکی ہے کہ دین کتاب و سنت کا نام ہے اور وہ لوگ دینی امور میں رہنمائی کے لیے صرف قرآن و سنت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور فرقہ بندی سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے۔ آج یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے کہ جہاں بھی کتاب و سنت کی روشنی پہنچی ہے وہاں فکر اہل حدیث موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ”خیر امت“ اور ”امت وسط“ ہونے کا اعزاز دلاتے ہوئے کہا کہ مسلمان اس دنیا میں ہدایت کی مشعل لے کر آیا تھا۔ وہ دوسروں کو سچا اور سچا رستہ بتانے آیا تھا۔ اصلاح کرنے آیا تھا لیکن آج وہ خود بھٹک گیا ہے اور یہی اس کی پریشانی، سرگرمی اور کسمپرسی کا سبب ہے۔ جب تک مسلمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کا پابند تھا وہ دنیا میں باوقار اور سر بلند تھا لیکن جب ان ہدایات کو فراموش کر کے مادہ پرستی کی زندگی گزارنے لگا تو مصائب و آلام نے اسے گھیر لیا۔ حقیقی بات یہ ہے کہ اگر مسلمان دین کی پابندی کریں اور متحد ہو کر رہیں تو دنیا کی کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

## ہفت روزہ ”اہل حدیث“ کی صحافتی زندگی کے 45 سال مکمل

الحمد للہ گذشتہ شمارہ سے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا ترجمان اور مسلک اہل حدیث کا داعی ہفت روزہ ”اہل حدیث“ اپنی صحافتی زندگی کے ۴۵ سال تسلسل اور کامیابی کے ساتھ مکمل کر کے نئے سال کا آغاز کر چکا ہے۔ ہم امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر رحمہ اللہ اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب کے بیحد شکر گزار ہیں کہ انہوں نے کاغذ اور پرنٹنگ وغیرہ کی مہنگائی کے باوجود پرچے کے اخراجات کے سلسلہ میں ہمیں کسی مشکل سے آشنا نہیں ہونے دیا اور نہ ہی سالانہ زر تعاون بڑھا کر قارئین کرام کو زیر بار ہونے دیا ہے۔

جن احباب نے مجلہ کے ساتھ کسی بھی حوالہ سے دست تعاون بڑھایا ہے ہم ان کے بھی شکر گزار ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ ان کا تعاون جاری رہے گا۔ اس دوران ہم سے یا کسی بھی اہل قلم سے کوئی کوتاہی یا غلطی سرزد ہوگئی ہو تو ہم اس فرد گزاشت پر اللہ تعالیٰ سے غفور خواہ اور قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔

## لسانیت اور علاقائیت کے نام پر ہتھیار اٹھانے والے 21 ترمیم کی منظوری سے خوش ہیں

امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے بھی 21 ویں آئینی ترمیم پر مولانا فضل الرحمن کے موقف کی تائید کر دی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے بھی 21 ویں آئینی ترمیم پر مولانا فضل الرحمن کے موقف کی تائید کر دی۔ پارٹی کی طرف سے پالیسی بیان جاری کرتے ہوئے مسلم لیگ ن کی اتحادی جماعت مرکزی جمعیت اہل حدیث کے سربراہ کا کہنا ہے کہ ہم نے اے پی سی میں بھی وزیر اعظم نواز شریف پر واضح کیا تھا کہ ہم موجودہ معروضی حالات میں فوجی عدالتوں کے قیام کے مخالف نہیں ہیں تاہم اس میں دہشت گردی کو صرف مذہب اور فرقہ تک محدود نہ رکھا جائے۔ لسانیت اور علاقائیت کے نام پر ہتھیار اٹھانے والے 21 ترمیم کی منظوری سے خوش ہیں۔ ان کے خلاف سالہا سال سے سول عدالتوں میں دائر مقدمات ہیں جن میں سے بہت سے ملزم مفروز ہیں، سول عدالتوں میں جرات نہیں ہے کہ فوری طور پر فیصلے کر سکیں۔ ساجد میر کا کہنا ہے کہ پارلیمنٹ میں جماعت اسلامی اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کا موقف مولانا فضل الرحمن کے موقف سے ہم آہنگ ہے اور اس سلسلے میں ہم متفقہ لائحہ عمل بنانے جا رہے ہیں کہ آیا اس صورتحال میں ہمارا کردار کیا ہونا چاہیے۔ کل جمعرات کو دینی جماعتوں کا ایک مشاورتی اجلاس بھی ہو رہا ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ فوجی عدالتوں میں دینی طبقے کے لوگوں کو گھسیٹا جاسکتا ہے، دینی مدارس، مساجد اور اداروں کو نئی ترمیم کے ذریعے شکنجہ ڈالنے کی پالیسی سے ملک میں ایک نئی قسم کی لڑائی شروع ہو جائے گی۔ دینی طبقہ میں احساس محرومی پیدا ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے موقف کا ہرگز یہ مطلب نہ لیا جائے کہ ہم دہشت گردوں یا مجرموں کی حمایت کر رہے ہیں جو قصور وار ہیں ان کے لیے بڑے شوق سے فوجی عدالتیں لگائی جائیں، اس میں استثناء نہ دیا جائے۔ لسانیت اور صوبائی عصبيت کے نام پر دہشت گردی کرنے والوں کو بھی فوجی عدالتوں میں پیش کیا جائے تاکہ پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنے والے تمام ناسوروں کا برابر محاسبہ ہو سکے۔



جناب مولانا حافظ  
ابو محمد عبدالستار احمد  
مرکز الدراسات الاسلامیہ

سابقہ کالونی میاں جنرل خانیوال پاکستان  
فون: 0300-4178626 - 065-2663317  
Email: hammad3316@yahoo.com



## عورت میں نحوست

### سوال

کیا حدیث میں آیا ہے کہ عورت کا وجود باعث نحوست ہے؟ حالانکہ عورت کے وجود سے دنیا کی رونق ہے۔ اگر حدیث میں اس طرح کا کوئی اشارہ یا صراحت ہے تو اس کا کیا مفہوم ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں اس کی وضاحت کر دیں۔

### جواب

دور جاہلیت میں لوگوں کا عقیدہ تھا کہ گھوڑے مکان اور عورت میں ذاتی طور پر نحوست ہوتی ہے۔ ان کے ہاں یہ بات معروف تھی کہ اگر کسی کام کے لیے جاتے وقت عورت سامنے آگئی تو اسے اپنے لیے منحوس خیال کرتے ہوئے اس کام سے واپس آ جاتے، تاہم اسلام نے اس طرح کی نحوست کو بے اصل اور بے بنیاد قرار دیا ہے۔ البتہ بعض احادیث میں عورت کی نحوست کا ذکر ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نحوست عورت مکان اور گھوڑے میں ہوتی ہے۔“ (بخاری، الزکاح: ۵۰۹۳) ایک روایت میں مزید وضاحت ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس نحوست کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ”اگر نحوست کسی چیز میں ہو تو مکان عورت اور گھوڑے میں ہو سکتی ہے۔“ (بخاری، الزکاح: ۵۰۹۴)

در اصل رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ بدشگونگی اور نحوست اگر ہو تو ان مذکورہ تین اشیاء میں ممکن ہے، لیکن یہ کوئی یقینی نہیں جیسا کہ دور جاہلیت میں لوگوں کا عقیدہ تھا۔ وہ بھی تمام میں نہیں بلکہ کچھ میں ہو سکتی ہے جیسا کہ امام بخاریؒ نے اس سلسلہ میں ایک آیت کا حوالہ دیا ہے۔ ”بے شک تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے کچھ تمہارے دشمن ہیں۔“ (التغابن: ۱۴) اگر یہ دونوں رشتے اللہ کے نافرمان ہیں تو انسان کے لیے دشمن اور منحوس ہیں اس سے عورت کے منحوس ہونے کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اس سے مراد اس کا نافرمان ہونا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے: ”ایک سلوک والا باعث برکت و برے اخلاق والا موجب نحوست ہے۔“ (ابوداؤد الادب: ۵۱۶۲)

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے عورت کی نحوست کو بایں الفاظ بیان فرمایا ہے: ”نیک عورت اچھا مکان اور بہترین سواری کا میسر آتا ابن آدم کی نیک بختی اور بری عورت گندما مکان اور ناکارہ سواری کا ہونا ابن آدم کے لیے باعث نحوست اور بدبختی ہے۔“ (مسند الامام احمد: ج ۱ ص ۱۶۸)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ”تین چیزیں منحوس ہیں“ ① عورت جسے تو دیکھے تو تجھے بری لگے اور تجھ سے بدزبانی کرے ② سرت گھوڑا اگر تو اسے مارے تو تجھے مشقت اٹھانا پڑے اور اگر اسے کچھ نہ کہے تو تجھے ساتھیوں تک نہ پہنچا سکے۔ ③ وہ مکان جو تنگ و تاریک ہو اور تجھے اس میں فائدہ بہت کم ہو۔“ (مسند رک: الحاکم: ج ۲ ص ۱۶۲) دراصل نحوست کے دو معنی ہیں: ایک اس کا بے برکت ہونا اور دوسرے طبیعت پر کسی چیز کا ناگوار ہونا۔ جن روایات میں نحوست کی نفی ہے اس سے مراد پہلا معنی ہے اور جن میں اثبات ہے اس سے مراد دوسرا معنی ہے۔ بیوی سواری اور گھر اگر دین و دنیا میں مفید ثابت نہ ہوں تو ان کے بدل لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ بیوی جو بد مزاج، جھگڑالو اور خدمت گزار نہ ہو اور نہ ہی دینی معاملات میں اس کی معاونت کرے تو ہر وقت حزن و ملال کو پالنے رہنا قرین مصلحت نہیں اسے بدل لیا جائے۔ اسی طرح سواری اگر ناموافق اور اڑیل ہے تو رد سر بنائے رکھنا نیز وہ گھر جو تنگ و تاریک ہو اس کے ہمسائے اچھے نہ ہوں تو اسے بدل لینے میں چنداں حرج نہیں۔ بہر حال عورت ذاتی طور پر منحوس نہیں بلکہ اس کی گندی صفات اسے منحوس بنا دیتی ہیں۔ واللہ اعلم!

## نومولود کا نام کب رکھا جائے

### سوال

اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بیٹا عطا فرمایا ہے میں نے پہلے دن ہی اس کا نام عبداللہ تجویز کر دیا ہے میرے کچھ ساتھی کہتے ہیں کہ نام ساتویں دن رکھنا چاہیے کیا ساتویں دن سے پہلے نام رکھنے کی ممانعت ہے؟

### جواب

نومولود کا نام رکھنے کے مسنون وقت میں اختلاف ہے البتہ ہمارے رجحان کے مطابق ساتویں دن اس کا نام رکھنا مستحب ہے۔ جیسا کہ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے: ”ہر بچہ اپنے عقیقہ کی وجہ سے گروی ہوتا ہے پیدائش کے ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے اور سر کے بال منڈوائے جائیں اور اس کا نام رکھا جائے۔“ (ابوداؤد العقیقہ: ۲۸۳۸) رسول اللہ ﷺ نے پہلے دن بھی نام رکھا ہے جیسا کہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو میں اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا۔“ (بخاری العقیقہ: ۵۴۶۷)

امام بخاریؒ نے بڑی خوبصورت بات کی دی ہے کہ جس بچے کا عقیقہ نہ کرنا ہو اس کا نام پہلے دن بھی رکھا جاسکتا ہے انہوں نے اس حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: ”نومولود کا پیدائش کے دن نام رکھنا جس کا عقیقہ نہ کرنا ہو۔“ (بخاری العقیقہ: باب نمبر ۱)

بہر حال اس سلسلہ میں ہمارا رجحان یہ ہے کہ ساتویں دن چار کام کیے جائیں: ① بچے کا عقیقہ کیا جائے۔ ② اس کا نام رکھا جائے۔ ③ اس کے غختے کیے جائیں۔ ④ اس کا سر

منذ وایا جائے اور بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی جائے۔

اگر کسی کا عقیقہ بوجہ غریب نہیں کرنا تو اس کا نام پہلے دن بھی رکھا جاسکتا ہے افضل عمل یہی ہے کہ بچے کا نام ساتویں دن رکھا جائے لیکن اگر اس سے پہلے یا بعد میں نام رکھنا ہے تو اس کے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ واللہ اعلم!

## خلع کب لیا جائے

**سوال** میری شادی کو چار سال ہو چکے ہیں میرے میاں مجھ میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے میں کئی مرتبہ ان سے طلاق کا مطالبہ کر چکی ہوں لیکن وہ مجھے آباد بھی نہیں کرتے اور مجھے طلاق بھی نہیں دیتے۔ شریعت میں میرے لیے اس سے خلاصی کی کوئی صورت ہے؟

**جواب** نکاح کے بعد اللہ تعالیٰ نے خاوند کو یہ اختیار دیا ہے کہ اگر بیوی سے نباہ ممکن نہ ہو تو اسے طلاق دے کر فارغ کر دے، لیکن اگر عورت پر ظلم ہو رہا ہے اور خاوند اسے طلاق بھی نہ دے اور اس کے ساتھ حسن معاشرت کا بھی مظاہرہ نہ کرے تو اسے اپنے خاوند سے خلاصی حاصل کرنے کا پورا پورا حق ہے۔ اس طرح خلاصی حاصل کرنے کو شرعی اصطلاح میں خلع کہا جاتا ہے کہ وہ کچھ دے دلا کر اپنے خاوند سے فراغت حاصل کر لے۔ خلع کی کئی ایک وجوہات ہو سکتی ہیں۔ یعنی اگر عورت اپنے شوہر کو اس کی شکل و صورت اس کے سیرت و کردار یا عمر میں بڑا یا کمزور ہونے کی وجہ سے ناپسند کرتی ہو اور اسے اندیشہ ہو کہ ایسے حالات میں خاوند کی فرمانبرداری میں اس کا حق ادا نہیں کر سکے گی تو اس کے لیے جائز ہے کہ مال وغیرہ بطور فدیہ دے کر اس سے علیحدگی اختیار کر لے۔ اس کی دو صورتیں ہیں:

❶ خلع پر میاں بیوی راضی ہوں اور گھر میں ہی معاملہ طے کر کے ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کر لیں۔  
❷ اگر ان کا باہمی اتفاق نہ ہو سکے تو حاکم وقت کے ذریعے بیوی اپنے خاوند سے علیحدگی حاصل کر سکتی ہے لیکن بلا وجہ عورت کا اپنے خاوند سے علیحدگی کا مطالبہ کرنا حرام ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو عورت بھی کسی معقول وجہ کے بغیر اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے تو اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔“ (ابوداؤد الطلاق: ۲۲۲۶)

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی کے درمیان خلع کروایا تھا۔ جب اس نے شکایت کی تھی کہ یا رسول اللہ! مجھے اپنے خاوند سے اس کے دین و اخلاق کے متعلق کوئی شکایت نہیں البتہ میں اسلام میں رہتے ہوئے اس کی ناشکری کو ناپسند کرتی ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو حق مہر میں دیا ہوا باغ واپس کر سکتی ہو؟“ اس نے عرض کیا ”جی ہاں“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے ثابت! اپنا باغ لے کر اسے آزاد کر دو۔“ (بخاری الطلاق: ۵۲۳)

خلع کی صورت میں صرف حق مہر ہی واپس کرنا ہوتا ہے اور خاوند بھی اس سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ صورت مسئلہ میں سائلہ کو چاہیے کہ فیملی کورٹ سے رجوع کرے اور عدالت کے ذریعے اپنے خاوند سے خلاصی حاصل کر لے، لیکن اس کے لیے اپنا حق مہر خاوند کو واپس کرنا ہوگا۔ خلع کے فیصلے کے بعد ایک حیض آنے کے بعد عقد ثانی کرنے کی مجاز ہے۔ واللہ اعلم!

## اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا

**سوال** ہمارے خطیب نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ وضو کرنے کے بعد اگر اونٹ کا گوشت کھالیا جائے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے نماز پڑھنے کے لیے دوبارہ وضو کرنا ہوگا کیا یہ مسئلہ صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو اس میں کیا حکمت ہے؟ وضاحت کر دیں۔

**جواب** شرعی احکام کی یہی علت اور حکمت کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول نے انہیں بجالانے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”رسول جو تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے روک دے اس سے رک جاؤ۔“ (الحشر: ۷)

اونٹ اگر چہ حلال جانور ہے مگر اس کا گوشت تناول کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس بات کا حکم خود رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے۔ چنانچہ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم بکری کا گوشت کھانے کے بعد وضو کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر چاہو تو کرو اور اگر چاہو تو نہ کرو۔“ اس نے دریافت کیا کہ اونٹ کا گوشت استعمال کرنے کے بعد وضو کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! تم اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرو۔“ (مسلم الحیض: ۳۶۰)

اسی طرح سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ آیا اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو لازم آتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! اس سے وضو کیا کرو۔“ (ابوداؤد الطہارۃ: ۱۸۳)

اس میں کیا حکمت اور کیا علت ہے؟ یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے ہمارا کام اللہ کے احکام کو بجالانا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی فکر تھا کہ وہ علت معلوم کیے بغیر احکام کو بجالاتے تھے۔ چنانچہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ”حائضہ عورت اپنے ایام کے دوران روزہ نہیں رکھتی اور نہ نماز پڑھتی ہے لیکن بعد میں روزوں کی قضاء دیتی ہے جبکہ فوت شدہ نمازوں کی قضا نہیں ہے۔“ اس میں کیا علت اور کیا حکمت ہے؟ ام المؤمنین نے اس سوال پر کوئی توجہ نہیں دی بلکہ اس کا جواب بایں الفاظ دیا: ”ہمیں رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں روزے کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔“ (مسلم الحیض: ۳۳۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہی حکمت ہے اس کے علاوہ کوئی دوسری حکمت تلاش کرنے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ اسی طرح اونٹ کے گوشت سے وضو ٹوٹ جانے کا مسئلہ خود رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا ہے اس کی یہی حکمت ہے کہ آپ کا فرمان ہے اس کے بعد ہمیں مزید کوئی حکمت تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم!





# نقلی دینداری... صفات اور علائش

حرم — جناب محمد عاطف الیاس — نظرانی — جناب حافظ عبدالحمید ازہر

حمد وثنا کے بعد:

اے مسلمانو! اس دور میں، جو کہ مادیات کی دوڑ کا، روح کی پندمرگی اور خشکی کا اور بہت سی اقدار کی تباہی و بربادی کا دور ہے، اور اس زمانے میں، جو کہ فکری رجحانات کی تبدیلی، ثقافتی اختلاف، بے قراری اور دینداری کی اصل روح سے دوری اور بیزاری کا زمانہ ہے۔ اس دور میں امت کے اندر ایک بدترین آفت پھیلتی چلی جارہی ہے۔ ایسی آفت جس نے امت کو سخت خشک و بخر صحرایہ کی طرح اذیتوں میں مبتلا کر ڈالا ہے۔ اسے زوال کی طرف دھکیل دیا ہے اور سخت ضعیفی اور بے بسی کے عالم میں بے یار و مددگار لاکھڑا کیا ہے۔

یہ بدترین بیماری تو عظیم افواج کو بھی تباہ کر ڈالتی ہے۔ جدید ترین اسلحہ اس کے مقابلے میں بے اثر نظر آتا ہے۔ اسی لیے شریعت بنانے والے

باری تعالیٰ نے اس مہلک بیماری سے بچنے کا حکم دیا۔ اس کی خرابی اور مضرت کا بیان ہر پرزور اور جاندار ذریعہ سے کیا ہے۔ یہ ہلاک کر دینے والی آفت، اللہ کی مضبوط پناہ گاہ سے ہٹ جاتا ہے۔ بہترین طریقہ اور منہج سے انحراف کرنا ہے۔ ایسے رویے اختیار کرنا ہے جو دینداری کے نام پر داغ ہیں۔ دینی ترجیحات کو چھوڑ کر، طے شدہ دینی بنیادوں کو ایک طرف رکھ کر دین کے ظاہری اعمال کو ہی دینداری اور اسلام سمجھ بیٹھنا ہے۔

اسی بیماری میں مبتلا ایک طرف ہمیں ایسے لوگ نظر آتے ہیں کہ جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں ہیں اور دوسری طرف کچھ ایسے نظر آتے ہیں جو ان اعمال میں مشغول ہیں جن کا اللہ نے حکم ہی نہیں دیا۔

اے مسلمانو! اس امر میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ دین حق انسان کی فطری ضرورت ہے۔ اسی لیے شریعت اسلامیہ وہ احکام لائی ہے جو بیک وقت جسم اور روح کی حاجتیں پوری کرتے ہیں، جو دل اور اعضاء کی تمام

ضروریات کو مد نظر رکھتے ہیں۔ تاہم اس میں قلبی عقائد کے ساتھ ساتھ میانہ روی سے نیک اعمال کرنے کا مرتبہ بلند ترین رکھا گیا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں: ”جان رکھو کہ جسم میں ایک ایسا حصہ ہے جو اگر سدھر جائے تو سارا جسم سدھر جاتا ہے۔ اور اگر وہ حصہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ وہ حصہ دل ہے۔“ (بخاری و مسلم)

دوسری حدیث میں آپ ﷺ فرماتے ہیں: ”اللہ آپ کی شکلوں اور جسموں کو نہیں دیکھتا، تاہم آپ کے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔“ (مسلم)

**دین اپنی اساسیات، اصول اور اقدار کے معاملہ میں کسی قسم کے شک، کمی یا زیادتی کی گنجائش نہیں رکھتا۔ کیونکہ یہ اللہ رب العزت کا وہ دین ہے جسے اس نے اپنے بندوں کے لیے پسند فرمایا ہے۔**

ان احادیث کی روشنی میں دین اپنی اساسیات، اصول اور اقدار کے معاملہ میں کسی قسم کے شک، کمی یا زیادتی کی گنجائش نہیں رکھتا۔ نہ ہی کسی مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ دین کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنائے، یا اس کے معاملہ میں زیادتی کرے کیونکہ یہ اللہ رب العزت کا وہ دین ہے جسے اس نے اپنے بندوں کے لیے پسند فرمایا ہے۔ فرمایا:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (البائدة: 3)  
”آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔“

دینداری کے تصور میں تمام لوگ اپنی عقل، جذبات، حالات، ماحول اور ضرورت وقت کے مطابق مختلف رویوں کے حامل ہوتے ہیں۔

انہی مختلف رویوں کی وجہ سے دین کی حقیقی روح اور دینداری کے تصور میں واضح فرق نظر آنے لگتا ہے۔ اس فرق کو دور کرنے کے لیے اقوام عالم میں دینداری کے تصور میں اختلافات کے سبب، اور مختلف زمانوں میں اس کے بارے میں قائم نظریات کا مطالعہ کیا جانا چاہیے۔ اس دور میں کہ جب عقل اور افکار دین کے نام پر گمراہ کیے جا رہے ہیں۔ جس دور میں آئیڈیولوجیز اور ایجنڈا کا شور و غل سنائی دیتا ہے۔ جس میں رویے متناقض اور فکری تعصبات اپنے عروج پر دکھائی دیتے ہیں۔ اس دور میں دین کی قابل تغیر اور ناقابل تغیر چیزوں میں فرق کرنے سے قبل دین کی بنیادیں سمجھنا حتیٰ فرض بن جاتا ہے۔

اور یہ بھی جان لینا چاہیے کہ دینداری کی ظاہری شکل کو لے کر دین میں طعن و تشنیع کرنا، دین کی

ان حدود سے پار جانے کی مانند ہے جن سے آگے بڑھنا ہرگز جائز نہیں ہے تاہم دینداری کی ظاہری شکلوں اور صورتوں پر تنقید کی جاسکتی ہے، کیونکہ دینداری کی کچھ جدید صورتیں اسلام کے حسین تصور پر ایک داغ ہیں۔ بھر حال وہ قابل تنقید ہیں کیونکہ یہ اشکال تو مقدس دین کا حصہ نہیں ہیں۔

اے ملت اسلامیہ کے لوگو! اس دور میں، جبکہ تفرق بازی عروج پر پہنچ چکی ہے۔ جبکہ امت بھرانوں اور تضادات کا شکار ہے۔ جعلی دینداری کی شکلیں پھیلتی چلی جارہی ہیں اور نفس پرستوں میں گمراہی کی اقسام بڑھتی اور منتشر ہوتی چلی جارہی ہیں۔ شہوت نفس کا اتباع کرنے والے، دین میں مبالغہ آرائی اور دوسروں کی تکفیر جیسی عظیم مصیبتوں میں گرفتار نظر آتے ہیں۔ تشدد اور قتل و غارت کو پسند کرنے والے، دھماکے، تخریب کاری اور تباہی پھیلانے والے دکھائی دیتے ہیں کہ جن سے اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھنے والا ہر شخص براءت کا اعلان کرتا ہے۔

ان تخریب کاروں نے اسلام دشمن طاقتوں کو بے حد خوش کیا ہے اور ان کے سامنے سونے کے برتنوں میں اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ انہوں نے دعوت دین پھیلانے کے بہت سے مواقع ضائع کیے اور کرائے ہیں۔ انہوں نے شہوت نفس کی اتباع اور بدترین گناہ کر کے اللہ کی بے شمار مخلوقات کو سخت ترین اذیت میں ڈال رکھا ہے۔ ان سب چیزوں کی بنیاد انتہا پسند وغیر معتدل سوچ ہے اور دین کے معاملہ میں مذموم مبالغہ آرائی ہے۔ وہ سوچ کہ جو سوئے فتنوں کو جگاتی اور گمراہ فرقوں کو تقویت پہنچاتی ہے۔ جو معصوم خون بہانے کی تعلیم دیتی ہے اور زمین میں تخریب کاری اور جرائم کو بڑھاتا چاہتی ہے۔ یہ سوچ پھیلنے کی وجہ سے گمراہی عام ہونے لگی اور قدم پھیلنے لگے اور بد قسمتی سے مسلمان ہی ان لوگوں کی مدد کرنے لگے جو مسلمانوں کی املاک پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو مسلمانوں کی شناخت ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہمیں نفسیاتی بیماریوں اور معاشرتی مسائل کی جگہ ایسی دینداری نظر آنے لگی جو ضوابط ہائے شریعت سے کوسوں دور ہے۔ جو لوگوں کو فسادات اور فتنوں کی طرف دھکیلتی چلی جاتی ہے۔

ایسے دینداروں کی صفت نبی ﷺ کی اس حدیث میں آتی ہے جو ان کی جڑ یعنی ابو خیرہ کے بارے میں ہے۔ جس میں نبی ﷺ فرماتے ہیں:

”اس شخص کی نسل میں ایسے لوگ آئیں گے جن کی نمازیں دیکھ کر تم اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے۔ ان کے روزے دیکھ کر اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے، مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ دین سے یوں خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم کو چیرنے کے بعد دوسری طرف سے نکل جاتا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

اللہ کے بندو! ذرا غور کرو کہ ان کی دینداری نے انہیں کوئی نفع نہ دیا کیونکہ ان کا طریقہ درست نہ تھا۔ ہمیں آج ایسے لوگ بھی نظر آتے ہیں جو دین کی دوسری انتہا پر کھڑے ہیں۔ جن کے دلوں میں شکوک و شبہات آگھے ہیں۔ لادینیت سے متاثر ہو بیٹھے ہیں۔ اس فساد سے آلودہ ہو چکے ہیں جو خطرہ کی نوید سنارہا ہے اور جس کے پیچھے مکار دشمن چھپے بیٹھے ہیں۔ ان گمراہ کن

نظریات اور یہ آلودہ اور جعلی انکساریت نے گمراہ کن تحریکوں کو تقویت پہنچائی ہے۔ تباہی و دہشت گردی پھیلانے میں مدد کی ہے۔ انہی نظریات نے اسلامی عقائد کو تباہ کر ڈالا ہے۔ تہذیب و ثقافت کو برباد کر چھوڑا ہے۔ اصول اور عقل و دانشوری کو اسیری میں کر دیا ہے۔

کتنے ہی لوگوں کو ان نظریات نے گمراہ کر دیا ہے۔ کتنے ہی لوگوں کے افکار و معتقدات کو آلودہ کر ڈالا ہے۔ روایات و اقدار سے نا آشنا کر چھوڑا ہے۔ دین کے اصولوں اور اخلاقیات سے کہیں دور گرایا ہے۔ انہیں شکوک و شبہات کی آندھی میں بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے۔ وہ کہیں مغلوبیت کا شکار نظر آتے ہیں اور کہیں بے چہرہ تقلید و اتباع کی گمراہیوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ کہیں غیر مسلموں کی تقلید میں گرفتار پائے جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان شخصیات میں دوغلا پن آ گیا اور وہ باہمی رنجشوں میں جکڑے گئے اور

**ہمیں آج ایسے لوگ بھی نظر آتے ہیں جو دین کی دوسری انتہا پر کھڑے ہیں۔ جن کے دلوں میں شکوک و شبہات آگھے ہیں۔ لادینیت سے متاثر ہو بیٹھے ہیں۔ اس فساد سے آلودہ ہو چکے ہیں جو خطرہ کی نوید سنارہا ہے اور جس کے پیچھے مکار دشمن چھپے بیٹھے ہیں۔**

آئے دن بڑی جرأت کے ساتھ نئی پرکشش تجویزیں لیے چلے آتے ہیں جو لوگوں کو مضطرب اور حیران کر دیتی ہیں۔ ایسی تجاویز جو لوگوں کی عزتوں کو بے آبرو کرتی ہیں اور ان کی شرم و حیا پر حملہ آور ہوتی ہیں اور روایات و اقدار کو نشانہ بناتی ہیں۔ خاص طور پر ان معاشرہ کے اندر جن میں ابھی حقیقی دینداری کے آثار و رجحانات زندہ ہیں۔

ان گمراہ کن نظریات کے حاملوں کو ملامت کرنا میرا فرض ہے کیونکہ ہر زمانے میں صحت مند، طاقتور، ضعیف اور معذور ہر طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں۔

حد تو یہ ہے کہ یہ گمراہ لوگ خود کو حق پر سمجھ بیٹھے ہیں، وہ خود کو راست باز سمجھتے ہیں اور دین کی سمجھ اور درست فہم رکھنے والے سمجھتے ہیں۔ قرآن و حدیث کی چند دلیلیں لیے پھرتے ہیں۔ استخراج احکام کے صحیح طریقوں کو پس پشت ڈالے علم کے دریا میں آگھستے ہیں اور نادر و نایاب مسائل کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ہر طالب خیر خیر تک نہیں پہنچ پاتا۔

﴿وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾ (الکھف)  
”اور وہ سمجھتے رہتے ہیں کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر

رہے ہیں۔“  
برادران اسلام! جو شخص امت کے حال پر غور کرتا ہے اسے یہ امت باہم متضاد تحریکوں، اور نفرت بھرے فرقوں میں بنی نظر آتی ہے۔ حیرانی اس بات پر ہے کہ امت مسلمہ کے کچھ باشندے اپنی ہی امت کو تباہ کرنے میں مدد کر رہے ہیں۔ اس کی بنیادیں بلانے پر غلے نظر آتے ہیں۔ اس کی کشتی غرق کرنے میں مدد کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

یہ امت ایک طرف سے تو دین کے معاملے میں غلو کرنے والوں، اور دوسری طرف سے شریعت کے اصولوں کو مسخ کرنے والوں میں گھری پڑی ہے۔ ہائے افسوس کہ یہ اس تاقیامت زندہ رہنے والی امت کا حال ہے جسے اللہ نے سب سے بہترین امت بنانے کے لیے چنا ہے۔ اسی امت کے لوگ آج مختلف مکاتب فکر کی وابستگیوں، گروہ بندیوں، مذہب پرستیوں، فرقہ واریتوں اور سیاسی دشمنیوں میں پڑے نظر آتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو اس امت کو ایک ہی بنایا تھا۔ فرمایا:

﴿إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً﴾ وَ أَنَا رَبُّكُمْ

فَاعْبُدُونِ ﴿٥٠﴾ (الانبیاء)  
”یہ تمہاری امت حقیقت میں ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں، پس تم میری عبادت کرو۔“  
اے مسلمانو! ہمارے خوبصورت دین کی تعلیمات تمام انسانی ضروریات پوری کرنے والی ہیں۔ ہر زمانہ و مکان میں لوگوں کی فلاح و بہبود کی ذمہ دار ہیں۔ یہ تعلیمات دنیا و آخرت سوارنے کی نوید سناتی ہیں۔ ان تعلیمات پر عمل کرنے میں کوئی بڑی زحمت یا مبالغہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ نہ ہی اس کی تعلیمات میں کسی کمی یا زیادتی کا گنجائش ہے۔ بلکہ یہ تمام انتہاؤں میں سے درمیانی راہ سے گزرنے والی ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكُلًّا لَّكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَ سَطَا﴾ (البقرة: 143)  
”اور اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک امت وسط بنایا ہے“  
امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”شریعت اسلامیہ کے تمام احکامات ہمیشہ دونوں انتہاؤں میں سے درمیانی راستہ پر چلنے کی تلقین کرتے ہیں۔ وہ راستہ کہ جس میں کسی ایک طرف کوئی جھکاؤ نظر نہ آئے۔ تو جب کوئی حکم سنو تو اس پر غور کرو۔ تم



اس میں ضرور اعتدال اور میانہ روی پاؤ گے۔ ایسا اعتدال جو واضح نظر آ رہا ہو۔ جس کے سامنے کوئی پردہ حائل نہ ہو۔ درحقیقت اسلامی شریعت ہی اصل مرجع ہے جس کی طرف سب کو لوٹنا چاہیے۔ اور وہ پناہ گاہ ہے جس میں سب کو پناہ لینی چاہیے۔“

ان سب چیزوں کے بعد، اے مؤخذو! حقیقت دینداری وہی ہے جو نصوص اور ان کے مقاصد میں سلف صالحین کی صحیح فہم پر مشتمل ہے۔ وہ دینداری کہ جس میں دین کا عدل و رحمت نمایاں نظر آتی ہو۔ جس میں میانہ روی اور رحم دلی عیاں ہو۔ جو دین کے اس مبارک ستارے سے پردہ ہٹاتی ہو۔ جو اس مقدس نہر کے فضائل پر روشنی ڈالتی ہو۔ جو تمام انسانوں کی فلاح و بہبود کی ذمہ دار ہو۔ تمام لوگوں کی ہدایت و فلاح کی ضامن ہو۔ وہ دینداری جو مشکلات کی شدت کو کم کرے۔ جو مصیبتوں کی اذیت کو ختم کرے۔ جو معاشروں میں سے بغض اور عداوتیں ختم کر ڈالے اور لوگوں کو الفت و محبت، صلح و سلامتی کے ساحل پر بلا ضرر جا پہنچائے۔ حقیقت یہ ہے کہ حق، عدل اور رحمت ہی امت محمدیہ کا امتیاز ہے۔ وہ عدل جس کی بنا پر ایک مصری عیسائی وقت کے

جو نقلی دینداری کے شکار ہیں۔ ان کا ظاہر دینداری ہے مگر وہ بوسیدہ ہڈیوں کی بقایا سے امیدیں لگائے بیٹھے ہیں ان سے حاجتیں مانگتے ہیں۔ اور وہ اعمال کرتے ہیں جنہیں دیکھ کر دل لرز اٹھتے ہیں، بدن چور ہو جاتے ہیں۔ یہ اعمال امت کے ایک طبقے کو ظلمات کی طرف دھکیلنے کے لیے جارہے ہیں اور ہلاکتوں کی وادیوں میں گرا رہے ہیں۔

گمراہ کن عقائد رکھنے والوں میں کچھ ایسے بھی نظر آتے ہیں جو جادو جیسے بڑے فریب کو سچ مان بیٹھے ہیں۔ ادھام و خرافات میں مبتلا ہو بیٹھے ہیں۔ کرامتوں کے حامل ہونے اور اللہ کے ولی ہونے کے دعوؤں میں حد سے گزر گئے ہیں۔ ان بدعتیوں نے دین کو رسوم اور جشنوں سے بھر دیا ہے۔ ایسے جشن جن کا اہتمام نہ تو خیر القرون کے صحابہ نے کیا اور نہ امت کے بزرگوں نے۔

ایسے لوگوں کو یہ جان لینا چاہیے کہ پیار کی بھڑکن کی ترجمانی صرف اور صرف حقیقی توحید اور صحیح عقیدہ کے ذریعے سے ہی ہو سکتی ہے۔ اس محبت کی ترجمانی اللہ کی کتاب اور سنت نبوی ﷺ کو مضبوطی سے تھامنے سے ہی کی جاسکتی ہے۔ اس محبت کی عکاسی نبی ﷺ کے نقش قدم پر چل کر ہی کی جاسکتی

حقیقی اور غیر صحیح اصطلاحات سے الگ کرے۔ اور ان لوگوں کی اصلاح کرے جو دین میں مبالغہ آرائی یا زیادتی کا شکار ہیں اور ان لوگوں کی جو احکام الہیہ کے معاملہ میں کمی یا زیادتی کرتے ہیں اور اختلافات میں کتاب اللہ کی طرف رجوع کریں اور سلف صالحین کی سمجھ کے مطابق عمل کریں۔ جتید علماء پر فرض ہے کہ وہ اس حق کو بیان کریں۔ یہ شریعت علماء کے ہاتھ میں امانت ہے۔ وہ نبی ﷺ کے وارث ہیں۔ اسی لیے ان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ یہ ایک ایسی تہذیبی تنظیم قائم کریں جو دینداری کے حقیقی تصور کو واضح کرے اور اسے مبالغہ آرائی کرنے والوں اور کمیاں کرنے والوں میں ضائع ہونے سے بچائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ زندگی کا حسن دینداری میں ہے۔ وہ دینداری جو نفس کو اپنی حدود سکھاتی ہے۔ جو دل کا بہترین پودہ ہے۔

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝﴾ (آل عمران)

”اے نبی! لوگوں سے کہہ دو کہ، اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا وہ بڑا

**حقیقت یہ ہے کہ حق، عدل اور رحمت ہی امت محمدیہ کا امتیاز ہے۔ وہ عدل جس کی بنا پر ایک مصری عیسائی وقت کے وزیر اعلیٰ حضرت عمرو بن عاصؓ سے بدلہ لے سکا تھا۔ جس کی بنا پر حضرت ابو بکرؓ نے اپنے عظیم لشکر کو حکم دیا تھا کہ ایک غریب بے یار و مددگار کا خیال کرے۔**

معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔ ان سے کہو کہ اللہ اور رسول کی اطاعت قبول کر لو پھر اگر وہ تمہاری دعوت قبول نہ کریں، تو یقیناً یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرے، جو اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت سے انکار کرتے ہوں۔“

اے اللہ! مسلمان حکمرانوں کو شریعت اسلامیہ نافذ کرنے کی توفیق عطا فرما! اپنے نبی ﷺ کی سنت کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرما! انہیں اپنے بندوں پر رحم کرنے والا بنا! اے اللہ! مہنگائی، بیماریاں اور وبا، سوس، زنا، زلزلے اور آفات کو ہم سے دور فرما! اور تمام ظاہر و باطن فتنوں کو بھی ہم سے دور فرما! تمام فتنوں کو ہمارے اس ملک سے اور تمام مسلمان ممالک سے دور فرما! آمین!



ہے۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! آپ فرماتے ہیں: ”میں نے آپ کو صاف اور واضح راستہ دکھا دیا ہے۔ دن کا اجالا یا رات کا اندھیرا! اس کی علامتوں کو نہیں چھپا سکتا۔ اس راستے سے جو ہٹ گیا، وہ ہلاک ہو گیا۔ تاہم جسے اللہ زندگی عطا فرمائے گا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا۔ جب ایسا ہو تو میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو تھامے رکنا۔ اس پر مضبوطی سے جم جانا۔ مع و اطاعت کرنا۔ اگر کوئی حبشی غلام بھی حاکم بن جائے تو بھی اطاعت سے نہ ہٹنا۔ مؤمن کی مثال تو اس اونٹ کی سی ہے جو جس طرف لیجایا جاتا ہے، چلتا چلا جاتا ہے۔“ (بن ماجہ)

امت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے کہ دینداری کے تصور کی تصحیح کرے۔ حقیقی دینی اصطلاحات کو دوسری غیر

وزیر اعلیٰ حضرت عمرو بن عاصؓ سے بدلہ لے سکا تھا۔ جس کی بنا پر حضرت ابو بکرؓ نے اپنے عظیم لشکر کو حکم دیا تھا کہ ایک غریب بے یار و مددگار کا خیال کرے۔

اللہ کے بندو! اس پُر فتن دور میں، اسلام کی مغلوبیت کے دور میں، عظیم چیلنجز کے دور میں اور مشکل ترین بحرانوں کے دور میں خوب مضبوطی کے ساتھ دین کے اصول تھامے رکھو۔ کہیں ان سے ہٹ نہ جائیو! میری بات سے کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ میں حقیقی دیندار لوگوں پر تنقید کر رہا ہوں، یا مؤمنین صالحین پر طعن و تشنیع کر رہا ہوں۔

آگاہ رہنا! ان لوگوں کے حملوں سے جو بدامنی و بے اطمینانی پھیلانے کے لیے باتوں کو اپنے اصلی ہدف سے ہٹا کر دکھاتے ہیں۔

دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد:

برادران اسلام! آج آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں۔ دل لرز اٹھتا ہے۔ جب ہمیں وہ لوگ نظر آتے ہیں

اس فلسفے کی سمجھ نہیں آئی نہ جانے کیا منطق ہے۔ بولیاں حلال ہیں اور شور بہ حرام کیوں؟

خرد کا نام رکھ دیا جنوں اور جنوں کا خرد جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے جناب! ہم لکھنے کے بارے اللہ تعالیٰ عز و جل کا حکم قرآن مجید سے آپ کو دکھا دیتے ہیں۔ یہ سورہ بقرہ پارہ تین آیت ۲۹ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدِينٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكُنْ بِبَيْنِكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ﴾ (البقرہ)

”اے ایمان والو! جب تم کسی معین مدت کے لیے ادھار کا لین دین کرو تو اس کو لکھ لیا کرو اور اس کو لکھے تمہارے مابین کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ۔“

اب دیکھئے اول المسلمین اور اول المؤمنین تو آنحضرت ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہی ہے۔

﴿أَمَّا الرَّسُولُ فَمَا أَنزَلَ إِلَيْهِ مِنْ دِينٍ وَ الْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَيْكَتِهِ وَ كُتُبِهِ وَ رُسُلِهِ ۚ لَا تَقْرُبُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ ۚ وَ قَالُوا سَمِعْنَا وَ أَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ إِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهِمَا مَا اكْتَسَبَت ۚ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحِثْ عَلَيْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۚ وَ اغْفِرْ عَلَانَا ۚ وَ اغْفِرْ لَنَا ۚ وَ ارْحَمْنَا ۚ إِنَّتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ﴾ (البقرہ)

رسول اکرم ﷺ اس پر ایمان لائے جو ان کی طرف ان کے پروردگار نے نازل فرمایا تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ پروردگار عالم تو لکھنے کا حکم صادر فرمائے اور آپ ﷺ اسے ناپسند فرمائیں۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

بلکہ بخاری شریف کتاب العلم باب کتابۃ العلم

نمبر ۱۱۲ حافظ الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مقتول کے ورثاء کے لیے دیت یا قصاص لینے کا حکم فرمایا:

# فن کتابت

تحریر: جناب مولانا رحمت اللہ و گمر

عَلَّمَتِهَا الْكِتَابَةَ

یہ کہ ”جیسے تو نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو لکھنا سکھایا ہے ایسے ہی چینی کا دم بھی اسے سکھا دے۔“

کیا دور نبوت میں کاغذ ہوتا تھا؟

اس کا جواب ہم کتاب لاریب و بے عیب سے مہیا کرتے ہیں تاکہ مخالفین کے لیے حجت تمام ہو اور وہ کتب روایات کہہ کر رد نہ کر سکیں۔ نص قطعی ہے قرآن ذیشان کلام رحمن پارہ ۷ سورہ انعام آیت نمبر ۷:

﴿وَ كُوْنْزِلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قُرْطَانٍ فَلْيَسُوْهُ بِأَيْدِيْهِمْ لَقَالِ الْاَنبِيَا۟ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ (الأنعام)

”اور اگر تم پر کوئی ایسی کتاب اتارتے جو کاغذ میں (لکھی ہوئی) ہوتی اور یہ اس کو اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے جب بھی یہ کفر کرنے والے یہی کہتے کہ یہ تو بس ایک کھلا ہوا جادو ہے۔“

تو لہجے:

﴿خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلَى سَمْعِهِمْ ۚ وَ عَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ﴾ (البقرہ)

والا معاملہ نہیں تو کاغذ کی موجودگی تو زمانہ ابتدائے نبوت سے ثابت ہوگئی کیونکہ سورہ الانعام کی سورت ہے۔

قارئین کرام! ہم کیسے تسلیم کریں کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ فن کتابت کو ناپسند فرماتے تھے؟ جبکہ آپ پر نازل ہونے والا قرآن لکھنے کا حکم دے رہا ہے اور قرآن حکیم کو تو مکرین حدیث بھی قطعی حجت تسلیم کرتے ہیں! انہیں تو حدیث کے انکار کرنے کے در پردہ رسول معظم ﷺ کا انکار مقصود اور مطلوب ہے۔ حالانکہ جس ہستی نے قرآن کو کلام اللہ فرمایا ہے اسی ہستی مبارکہ نے قرآن کی توضیح و تشریح اپنے قول و عمل سے فرمائی ہے جسے حدیث کہتے ہیں۔ اور جن ذرائع سے ہم تک قرآن پہنچا ہے انہی ذرائع سے حدیث رسول ﷺ پہنچی ہے۔ ہمیں

بعض کوتاہ فہم اور کم نظر لوگوں کے مطابق آنحضرت سرور دو عالم ﷺ کو فن کتابت سے نفرت تھی اس لیے وہ اپنے تلامذہ نامدار کو لکھنے سے منع فرماتے تھے۔ لہذا احادیث مبارکہ کا مدارس سنائی باتوں اور زبانی روایات پر منحصر ہے اور یہ کہ اس دور میں لکھنے کے لیے کاغذ نہیں ہوا کرتے تھے اور لوگ اتنے پڑھے لکھے بھی نہ تھے۔ حالانکہ تاریخی شواہد اس دعوے کی تردید کرتے ہیں جو لوگ اسلامی تاریخ سے ذرا بھی تعلق رکھتے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اسلام نے فن کتابت کو ترقی دی۔ زمانہ جاہلیت ہی کو لہجے کہ مکہ مکرمہ میں سترہ آدمی کتابت کے فن سے متعارف تھے اور یہ اس دور کی بات ہے جب عرب اس خیال سے فن کتابت کے خلاف تھے کہ یہ ان کے وقار کے خلاف ہے۔ (احمد بن یحییٰ ملاذری کی فتح البلدان) اس طرح مدینہ منورہ میں کاتبین کی تعداد مؤرخین نے نو بیان کی ہے۔ (دیکھیے ابن سعد کی طبقات کبری ج ۳ ص ۹۱) لیکن اسلام جیسے دین فطرت نے اس فن کو ترقی کے اوج کمال تک پہنچایا۔ اہل اسلام کی دلچسپی کے باعث کاتبین کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ یہاں تک کہ جو لوگ تیر اندازی تیراکی اور کتابت سے واقف ہوتے وہ اکاٹل کے لقب سے ملقب ہوتے۔ چنانچہ علامہ ابن اثیر نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ترجمے میں تصریح فرمائی ہے کہ سردار دو عالم ﷺ نے انہیں اہل مدینہ کے لیے کتابت کی تعلیم پر معمور فرمایا تھا۔ اسی طرح شفا بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا کو سیدہ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس فن کے سکھانے کے لیے مقرر کیا گیا۔ (دیکھیے فتح البلدان ص ۷۷) اب تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ رجال کو کجا اہل اسلام کی نساء بھی فن کتابت جاننے والی تھیں۔ چنانچہ مشہور بات ہے [رُفِيَّةُ النَّمْلَةِ] والا واقعہ دیکھیے پیارے آقا ﷺ کا فرمان عایشان ہے:

[أَلَا تَعْلَمِينَ هَذِهِ رُفِيَّةُ النَّمْلَةِ كَمَا



[فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ] اہل یمن سے ایک آدمی آیا اس نے عرض کی [اُكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ: "اُكْتُبُوا لِأَيِّ فُلَانٍ." تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوفلاں کے لیے لکھ دو۔ آپ ﷺ تو لکھ کر دینے کا حکم فرما رہے ہیں یہاں راگ الاپا جاتا ہے کہ آپ کتابت کو ناپسند فرماتے تھے۔

**ضروری نوٹ:** دیگر روایات سے مذکورہ شخص کا نام ابو شاہ بیان ہوا ہے ﷺ۔ اسی باب کی روایت نمبر ۱۱۱ ہے ابی حنیفہ کہتے ہیں میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے پاس کوئی تحریر ہے؟ [هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ] کوئی کتاب ہے؟ فرمایا: [لَا، إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ] نہیں مگر اللہ کی کتاب [أَوْ فَهْمٌ أُعْطِيَهِ رَجُلٌ مُّسْلِمٌ] یا وہ فہم ہے جو ایک مرد مسلمان کو دی جاتی ہے [أَوْ مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ] یا وہ چند مسائل ہیں جو اس صحیفہ میں لکھے ہوئے ہیں۔ راوی نے کہا [فَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ] حضرت! اس صحیفہ میں کیا ہے؟ فرمایا: دیت اور قیدی کے رہا کرنے کے احکام اور یہ کہ کوئی مسلمان کسی کافر کے عوض نہ مارا جائے۔

یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی ﷺ سے بے پناہ محبت تھی اور انتہائی تعلق کا یہی تقاضا عقل سلیم تسلیم کرتی ہے کہ وہ لوگ آپ کے ہر قول و فعل کو اپنے قلوب و اذان میں نقش کر لیں اور اپنی مکمل توجہ اور پورے وسائل سے آپ کی حیات طیبہ کا کوئی بھی پہلو اپنی نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے دیں۔ اور اس پر یہ احتیاط کہ آپ کا فرمان ہمہ وقت و ہمہ جہت ان کے سامنے ہو جو بخاری شریف [بَابُ إِثْمٍ مَنْ كَذَّبَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ "مَنْ كَذَّبَ عَلَى مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَّبِعُوا مَفْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"] جو آدمی مجھ پر جھوٹ بولے تو اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کر لے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

محدثین عظام نے اسی فرمان کے تحت تدوین حدیث کے سلسلہ میں روایات کے قبول و رد کے سلسلہ میں سخت سے سخت اصول مقرر فرمائے ہیں۔ محض حدیث کی صحت اور عدم صحت کا پتہ لگانے کے لیے متعدد علوم و فنون معرض وجود میں آئے۔ دریں صورت حدیث کو بے اصل و بے بنیاد کہہ دینا کوئی جاندار الزام نہیں بنتا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے احادیث کے صحیح اور ضعیف کا پتہ چلانے کے لیے چھان

پھٹک کے سلسلہ میں کد و کاوش کی حد قائم کر دی۔

بات ہو رہی ہے عہد نبوی میں کتابت کی یہ امر ثابت شدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ ﷺ نے لکھنے کا حکم دیا، مختلف بادشاہوں کی طرف خطوط بنی بر دعوت اسلام آپ ﷺ نے کتابت کروائے۔ پانچ نامہ مبارک تو دریافت ہو چکے، ڈاکٹر حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے معروف "سیرت کے سچے موتی" میں ان کے ٹکس (فوٹو کاپی) بھی شائع شدہ ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی حیات مقدسہ مطہرہ میں احادیث لکھیں، انہیں صحیفوں میں جمع کیا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب ج ۳، ص ۴۴ پر سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے کتابت حدیث کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ اسی طرح بخاری جلد ۱، ص ۲۲ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ احادیث لکھا کرتے تھے۔ کتب تواریخ میں تصریح موجود ہے کہ ان کی تعداد ایک ہزار تھی اور اس صحیفہ کا نام "الصادقۃ" تھا۔ دارقطنی طبرانی کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال للشیخ علاؤ الدین ہندی طبقات ابن سعد وغیرہ کی ورق گردانی کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسا فرمان ملا تھا جس میں مسائل صدقات تھے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ آپ ﷺ نے قرض، نماز، زکوٰۃ حج کے احکامات و مسائل حیات طیبہ ہی میں املا کروادئے تھے۔ نوٹ حوالہ مذکورہ کتب ان احکامات کی املا کا ہے۔ آپ کی وفات کے بعد ملنے والی دستاویز کا حوالہ سنن ابی داؤد باب الزکوٰۃ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عباس کے پاس ابن سعد ج ۵، ص ۲۹۶، صحیح السیر ج ۱، ص ۱۲ سعید بن عبادہ بن صامت کے پاس بقول ربیعہ انہیں اس کی خبر سعید کے صاحبزادے نے دی۔ دیکھئے جامع الترمذی ج ۱، ص ۱۸۔ سیدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بھی لکھی ہوئی احادیث تھیں ملاحظہ ہو بخاری ج ۱، ص ۲۲، بحوالہ مقالہ سیرت نگاری کے بعض اہم پہلو از ندیم الواجدی مرقومہ نقوش رسول ﷺ نمبر۔ اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا صحیفہ بنام ہمام بن منہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ جسے ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم نے برلن کا نسخہ ۵۱ ۱۳ھ کو نقل اصل سے کیا۔ اسی طرح دمشق کا مخطوطہ جو چھٹی صدی ہجری

کا تحریر کردہ ہے وہ برلن کے نسخہ سے بھی قدیم ہے اور یہ صحیفہ مقدسہ یکین بکس چیمبرز ۳ میل روڈ لاہور والوں نے اردو اور انگلش ترجمہ کے ساتھ ۲۰۰۷ء میں شائع کیا اور دونوں مخطوطوں کی سند بھی لکھ دی گئی ہے۔ مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ احادیث مبارکہ کا ایک بڑا ذخیرہ عہد نبوی ہی میں مرتب کر لیا گیا تھا اور وہ جمع شدہ مواد مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں محفوظ اور موجود تھا۔ اسی جمع شدہ مواد کی بنا پر ائمہ محدثین نے اپنے اپنے مجموعے ترتیب دیئے۔ صحیح السیر میں زاد المعاد لابن قیم زرقانی محشی للمواہب اللدنیہ للقسطنطینی کے حوالہ سے ایسے اصحاب النبی رضی اللہ عنہ کے اسماء مبارکہ موجود ہیں جو زمانہ نبوت میں کتابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ مثلاً سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا فہرہ، سیدنا عمرو بن العاص، سیدنا ابی بن کعب، سیدنا عبداللہ بن رواحہ، سیدنا سعید بن العاص، سیدنا ابان بن عثمان، سیدنا زید بن ثابت، سیدنا معاویہ بن ابی سفیان، سیدنا ثابت بن قیس، سیدنا حذیفہ بن الیمان، سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا خالد بن الولید، سیدنا میسرہ بن شعبہ، سیدنا حنظلہ بن الربیع اسدی، سیدنا طلحہ بن عبید اللہ وغیرہم رضی اللہ عنہم عظیم محقق ڈاکٹر حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے با تفصیل صحابہ کرام کے کتابت کے شعبے بھی احاطہ و تحریر میں کر دیئے ہیں کہ کونسا صاحب کس شعبے کی تحریر کیا کرتے تھے۔ لہذا ان حضرات کو غور کرنا چاہیے جو یہ الزام لگاتے نہیں تھکتے کہ سرور کائنات ﷺ کو کتابت اور کتابت سے نفرت تھی تو کیا مندرجہ بالا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے معاذ اللہ آپ نے نفرت رکھی؟ ہرگز نہیں۔

تیری ہر بات گوارہ ہے اے شیوہ دل  
جس میں توہین وفا ہو مجھے منظور نہیں



سعادت مرہ کے لیے سعودی عرب۔ رانی

گزشتہ دنوں مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع گوجرانوالہ کے امیر حضرت قاری محمد حنیف ربانی عمرہ کرنے کے لیے سعودی عرب روانہ ہو گئے۔ ان کی عدم موجودگی میں حافظ محمد عثمان شاہ صاحب قائم مقام امیر ہوں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کے سفر عمرہ کو قبول فرمائے۔ آمین!

مخائب: خالد سیف بیکر ٹری اطلاعات گوجرانوالہ



جناب امیر افضل اعوان

# ہمیشہ سچ بولے!

سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اسی باب میں ایک اور مقام پر فرمایا جا رہا ہے کہ  
﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَ لَوْ كُودَ الْمُشْرِكُونَ ۝﴾ (التوبة)

”اس نے اپنے رسول (ﷺ) کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرنے اور اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔“

تو جہ فرمائیں ان آیات مبارکہ میں رب کائنات نے کس قدر وضاحت کے ساتھ وہ امر بیان کر دیا جو دونوں جہانوں کی بنیاد و اساس ہے اور اگر ہم اس امر کو ملحوظ رکھیں تو کوئی مسئلہ باقی نہیں رہتا۔

اللہ حاکم و خالق حقیقی کو اپنے بندے سے بہت محبت ہے اسی نسبت سے رب کائنات نے ابن آدم کی اصلاح و بھلائی کو مقدم رکھا۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اسلام کو ہی حق و سچ سے تعبیر کیا ہے۔ اسی طرح مختلف انداز میں سچ کی اہمیت کو نمایاں کرتے ہوئے جھوٹ سے گریز کا حکم اور سچ کی تلقین کی گئی ہے۔ ایک مقام پر فرمایا جا رہا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أُولَىٰ بِهِنَّ ۚ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدُوا ۚ وَإِنْ تَلَوَّا أَوْ نَعَزَّوْا فَانِ اللَّهُ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝﴾ (النساء)

”اے ایمان والو! عدل و انصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور خوشنودی مولا کے لئے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ، گو وہ خود تمہارے اپنے خلاف ہو یا اپنے ماں باپ کے یا رشتہ داروں عزیزوں کے، وہ شخص اگر امیر ہو تو اور فقیر ہو تو دونوں کے

سچ کو حق اور جھوٹ کو باطل قرار دیتے ہوئے اسلام میں سچ بولنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ یہ ایک آفاقی حقیقت ہے کہ اسلامی تعلیمات ہر لحاظ سے باعث خیر و برکت ہیں اور اس حوالہ سے کسی دوسری رائے کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسلام وہ دین حق ہے کہ جس میں ہر شعبہ زندگی کے جملہ درجات کا احاطہ کرتے ہوئے ایک جامع نظام فراہم کیا گیا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر اعمال و افعال کے حوالہ سے انتہائی پستیوں میں گھرا ہوا دنیا کا کوئی بھی فرد اسلام کی پناہ میں آجائے تو اس کی دنیا اور آخرت سنور سکتی ہے۔ اس میں بھی کوئی ابہام باقی نہیں کہ اسلام کے سوا اور کوئی بھی راہ نجات اور ذریعہ کامیابی بھی نہیں، بحیثیت مسلمان ہماری خوش قسمتی کہ ہمارا خالق و مالک بھی سچا، ہمارا رسول ﷺ بھی سراپا سچ، ہماری کتاب قرآن کریم بھی حق و سچ۔ ہمارا کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ بھی سچ ہیں، رب کریم خود قرآن کریم میں اپنے سچ کی گواہی دیتے ہوئے ارشاد فرما ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۝﴾ (النساء: 122)

”جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے انہیں ہم باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ سے زیادہ سچا کون ہے۔“

اسی سورہ میں ایک اور مقام پر فرمایا گیا ہے:

﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ۝﴾ (النساء)  
”اللہ سے زیادہ سچی بات اور کس کی ہو سکتی ہے۔“  
اسی طرح قرآن پاک میں رسول ﷺ اور دین اسلام کے حق و سچ ہونے کا اظہار بھی فرمادیا گیا ہے:

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۝﴾ (البقرة: 119)  
”(اے محمد!) ہم نے تم کو سچائی کے ساتھ خوشخبری

ساتھ اللہ کو زیادہ تعلق ہے، اس لئے تم خواہش نفس کے پیچھے پڑ کر انصاف نہ چھوڑ دینا، اور اگر تم نے سچ بیانی کی یا پہلو تہی کی تو جان لو کہ جو کچھ تم کرو گے اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔“

اس آیت مبارکہ میں حکم دیا جا رہا ہے کہ زندگی کے کسی بھی موقع پر سچ کا ساتھ نہ چھوڑا جائے اور اگر کہیں کسی جان سے پیارے عزیز یا رشتہ دار کی خلاف گوئی کا مسئلہ بھی ہو تو حق پر ڈٹ جانا چاہئے۔ قرآن کریم میں سچ کا تاکید حکم دیا گیا ہے، ایک جگہ پر ارشاد باری ہے کہ  
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۝﴾ (التوبة)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔“

قرآن کریم میں حق و سچ پر قائم رہنے کی ہدایت کے ساتھ ساتھ ایک مقام پر وضاحت کی جا رہی ہے کہ سچ اور سچی بات پر قائم رہنا بھی عنایت خداوندی ہے:

﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْآخِرَةِ ۚ وَ يُضِلُّ اللَّهُ الْفَاسِقِينَ ۝﴾ (ابراہیم: 27)

”اللہ ایمان والوں کو دنیا اور آخرت کی زندگی میں سچی بات پر ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں کو گمراہ کرتا ہے۔“

اس آیت کی تفسیر کے حوالہ سے جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث 1064 میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ آیت کی تفسیر میں نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں

”آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ قبر میں ہوگا جب اس سے (یعنی مردے سے) پوچھا جائے گا کہ تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا نبی کون ہے؟“  
تو جہ فرمائیے کہ دنیا میں سچ کی عادت دنیا میں تو خیر و برکت کا سبب بنے گی مگر اس کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی باعث نجات بن جائے گی اور قبر کا مرحلہ بھی سہل و آسان ہو جائے گا۔

سچ کی اہمیت بیان کرتے اور اس کا حکم دیتے ہوئے اسلام سچ ترک کر کے جھوٹ بولنے کے علاوہ سچ میں جھوٹ کی آمیزش سے بھی منع کرتا ہے۔ قرآن کریم میں اسی حوالہ سے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ



أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿البقرة﴾

”سچ کو جھوٹ کے ساتھ گند نہ کرو اور جان بوجھ کر حق بات کو نہ چھپاؤ۔“

اسی پیرائے میں اللہ رب العزت ایک اور مقام پر ارشاد فرما ہے کہ

﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ، وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (ال عمران)

”اے اہل کتاب! سچ میں جھوٹ کیوں ملاتے ہو اور سچی بات کو چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو۔“

ان آیات قرآنی کی شان نزول بارے علم ہوتا ہے کہ اہل عرب باعنوم ناخواندہ لوگ تھے جب کہ ان کے مقابلہ میں یہودیوں کے اندر تعلیم کا چرچا زیادہ تھا اور وہ تعویذ، گنداکا کام کرتے ہوئے عرب کے باسیوں کو ذریعہ روزگار بنائے ہوئے تھے۔ اپنی جہالت کی وجہ سے اہل عرب احساس کمتری کا شکار اور یہودیوں سے متاثر تھے اور کوئی بھی مسئلہ ہو عرب کے لوگ انہی یہودیوں سے رجوع کیا کرتے تھے۔ ان حالات میں جب آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تو یہ سوال کہ میں بھی ہوا اور جب آپ ﷺ ہجرت کے بعد مدینہ پہنچے تو وہاں بھی اسی صورتحال کا سامنا رہا۔ یہ یہودی عالم آپ ﷺ کی نبوت کی نہ تو تائید کرتے تھے اور نہ ہی تردید، لہذا کوئی نہ کوئی ابہام پیدا کر دیتے۔ ان کا یہی رویہ تھا، جس کی بنا پر ان سے فرمایا جا رہا ہے کہ حق پر باطل کے پردے نہ ڈالو، اپنے جھوٹے پروپیگنڈہ اور شریرانہ شبہات و اعتراضات سے حق کو دبائے، چھپانے کی کوشش نہ کرو اور حق و باطل کو ملا کر کے دنیا کو دھوکا نہ دو۔ توجہ فرمائیے کہ ان آیات کا نزول کس موقع پر ہوا اور دیکھئے کہ سچ میں جھوٹ کی آمیزش کس کا طرہ امتیاز رہا اور اگر ہم یہی عمل کریں تو پھر ہمارا شمار کن میں ہوگا اور اگر ہم سچ بولیں گے تو روز حشر خالق و مالک ہمیں خود خطاب فرمائے گا۔ اس حوالہ سے قرآن کریم میں آتا ہے کہ

﴿قَالَ اللَّهُ هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا﴾ (المائدة: 119)

”اللہ ارشاد فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا، ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔“

قرآن مجید میں ان آیات کے علاوہ بھی سچ کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔

”سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سچ نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے کر جاتی ہے اور انسان سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ سچا لکھ دیا جاتا ہے۔ جھوٹ برائی کا راستہ دکھاتا ہے اور برائی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے اور انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔“ (مسلم)

اس حدیث مبارکہ میں سچ کی فضیلت اور جھوٹ کا عذاب بیان کیا گیا ہے۔ صحیح مسلم، جلد سوم کی حدیث 2138 میں اسی متن کے ساتھ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی حدیث میں کہا جا رہا ہے کہ

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر سچ بولنا لازم ہے کیونکہ سچ بولنا نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔“

قرآن کریم کی طرح احادیث مبارکہ میں بھی سچ کی اہمیت مزید نمایاں کی گئی ہے، یہاں تک کہ اسے آدمیت کا معیار قرار دیا گیا ہے:

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت ﷺ سے کہا گیا کونسا آدمی افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: صاف دل زبان کا سچا لوگوں نے کہا زبان کے سچے کو تو ہم پہچانتے ہیں لیکن صاف دل کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پرہیزگار پاک صاف جس کے دل میں نہ گناہ ہو نہ بغاوت نہ بغض نہ حسد۔“ (ابن ماجہ)

توجہ فرمائیے کہ اس حدیث پاک میں سچے آدمی کو افضل قرار دیا گیا ہے تاریخ شاہد ہے کہ آغاز اسلام اور آپ ﷺ پر پہلی وحی کے نزول سے قبل بھی آپ ﷺ کو ان کے سچا ہونے کی وجہ سے اہل مکہ نے ”صادق“ کے خطاب سے نواز رکھا تھا۔ ام القرآن یعنی سورہ فاتحہ میں دعا کا طریقہ بیان فرماتے ہوئے حق و سچ کی تلقین کی جارہی ہے:

﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ (الفاتحة)

”ہمیں سچی اور سیدھی راہ دکھا۔“

یعنی زندگی کے ہر شعبہ میں خیال عمل اور برتاؤ کا وہ

طریقہ ہمیں بتا جو بالکل صحیح ہو، جس میں غلط بینی غلط کاری اور بدنامی کا خطرہ نہ ہو، جس پر چل کر ہم سچی فلاح و سعادت حاصل کر سکیں۔

”ابوالعلاء، شہاد بن اوس سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نماز کے دوران فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں تجھ سے ہر ایک کام میں استحکام چاہتا ہوں (صبر اور استقلال کا طلبگار ہوں) اور عزم بالجزم ہدایت پر اور میں تجھ سے تیری نعمت پر شکر اور تیری عبادت کی بہتری چاہتا ہوں اور میں تجھ سے قلب کی سلامتی چاہتا ہوں اور زبان کی سچائی چاہتا ہوں اور میں تجھ سے ہر چیز کی بہتری مانگتا ہوں جس کو کہ تو جانتا ہے اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری ہر ایک چیز کی برائی سے کہ جس کو تو جانتا ہے اور میں مغفرت چاہتا ہوں تیری اس چیز سے کہ جس کو تو جانتا ہے (یعنی مجھ سے جو غلطی سرزد ہوگئی ہے اس کی معافی مانگتا ہوں)۔“ (النسائی)

اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ جیسی پاک سستی اپنی دعا میں زبان کی سچائی طلب کر رہی ہے کہ جن کے کلام میں جھوٹ کا کوئی شائبہ تک نہیں رہا، آپ ﷺ نے بھی دین کو خلوص و سچائی سے عبارت کیا۔ اس حوالہ سے ایک حدیث میں مرقوم ہے:

”عطاء بن یزید، حمیم داری سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دین کیا ہے خلوص یعنی سچائی، لوگوں نے عرض کیا کس کے ساتھ یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ (یہ کہ اس کی عبادت کرے سچے دل سے اس سے خوف رکھے سچ دل سے نہ کہ ریاکاری کے واسطے) اور اس کی کتاب کے ساتھ یقین رکھے (یعنی اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کرے) اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ یقین رکھے اور تمام مسلمانوں اور امام کے ساتھ (اخلاص قائم رکھے)۔“ (نسائی)

سچ بولنے والے کے لئے آخرت کی خوشخبری کا تذکرہ احادیث مبارکہ میں بھی مذکور ہے:

”سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جھوٹ کو باطل

سمجھ کر ترک کر دے اس کے لئے اطراف جنت میں محل تیار کیا جائے گا اور جو جھگڑے کو چھوڑ دے گا در آنحالیکہ وہ حق پر ہو اس کے لئے وسط جنت میں محل بنایا جائے گا اور جو اپنے اخلاق اچھے کرے گا اس کے لئے جنت کے اعلیٰ درجہ میں محل تیار کیا جائے گا۔“ (سنن ابن ماجہ)

اسی طرح اگر آپ جھوٹ پر نیکہ کرنے کی عادت برقرار رکھتے ہیں تو اس میں ہر طرح وبال ہے، یہاں تک کہ آپ سکون کی دولت سے بھی خالی ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ

”ابو حواء سعدی کہتے ہیں کہ میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی کون سی حدیث یاد کی ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کا یہ قول یاد رکھا ہے کہ ایسی چیز جو تمہیں شک میں مبتلا کرے اسے چھوڑ کر وہ چیز اختیار کر لو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے، اس لیے کہ جج سکون ہے اور جھوٹ شک و شبہ ہے۔“

جج دنیا و آخرت ہر شعبہ زندگی میں مسلمہ اہمیت کا حامل ہے یہاں تک کہ احادیث مبارکہ میں سچے تاجر کا بھی نمایاں مقام بیان کیا جا رہا ہے۔ ایک حدیث پاک میں منقول ہے:

”سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔“ (جامع ترمذی)

قربان جاے حق تعالیٰ کی امت محمدی پر اس درجہ کرم نوازی کہ اگر آپ امور زندگی میں بھی سچ کا دامن تھامے رکھتے ہیں تو آپ بروز قیامت شہداء، صدیقین اور انبیاء کے ہمراہ ہوں گے تو اس سے بڑھ کر کیا درجہ ہے کہ جس کی کوئی بھی انسان خواہش و حسرت کر سکے۔

دنیا و آخرت میں سچ کا معیار اور اس کے نتیجہ میں ملنے والی برکات و فیوض کا احاطہ کرتے ہوئے اسلام نے ہمیں ایک مربوط و جامع نظام تو فراہم کر دیا مگر جس طرح کسی بھی مشین کا ایک پرزہ بھی نکال دیا جائے تو کام نہیں کر سکتی اور یکدم یا پھر رفتہ رفتہ وہ اپنے مقاصد سے دور ہو جاتی ہے اسی طرح اسلام کے جامع نظام میں اگر کوئی کمی بیشی کی جائے تو اس کا وبال بھی بہت سخت ہے۔ آج ہمارا

معاشرہ جھوٹ کو اوڑھنا بچھونا بنائے تباہی کے دھانے پر کھڑا ہے، ہم ان امور میں بھی سچ کا دامن ہاتھ سے چھوڑ جاتے ہیں کہ جہاں اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ سچے تاجر کو انبیاء، شہداء اور صدیقین کے ساتھ درجہ دیا گیا مگر ہماری تجارت میں سچ نہیں رہا، ہم ہر معاملہ میں جھوٹ پر زور دیتے اور دوسروں کو اس کا یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ نے اس کی بھی بہت مذمت کی:

”سیدنا سفیان بن اسید الحضرمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بہت بڑی خیانت ہے یہ بات کہ تم اپنے بھائی سے ایسی گفتگو کرو کہ وہ تمہاری اس گفتگو کو سچ خیال کرے اور تم فی الواقع اس گفتگو کے ذریعہ جھوٹ بول رہے ہو۔“ (سنن ابوداؤد)

عصر حاضر میں ہم مزاج کے انداز میں جھوٹ بولنا عیب نہیں سمجھتے جب کہ اسلام میں اس کو بھی برا جانا گیا ہے۔ اس حوالہ سے ایک حدیث پاک میں ذکر ملتا ہے:

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ ہم سے خوش طبعی کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں سچ کے علاوہ کچھ نہیں کہتا۔“ (جامع ترمذی)

یعنی آپ ﷺ خوش مزاج تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مزاج بھی کرتے تھے مگر اس دورانیہ میں بھی سچ کا دامن تھامے رکھتے۔ آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہم بلاوجہ سچ سے گریز کرتے ہوئے جھوٹ بولنے کو برائی بھی تصور کرنے کیلئے تیار نہیں۔ دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں دنیا کی کشافوں سے بچاتے ہوئے حق و سچ کے راستے پر گامزن کرے۔ آمین ثم آمین!

### سانچہ پشاور

کے اشارے پر سقوط ڈھاکہ کے دن ۱۶ دسمبر کو بچوں کے خون سے ہولی کھیلی؟

سانچہ پشاور کی بدولت پاکستان کے سیاسی و مذہبی لیڈروں نے ذاتی و جماعتی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر حکومت کے ساتھ یک جہتی کا اظہار کیا ہے انہوں نے دہشت گردی کے خاتمہ کے لیے متفقہ لائحہ عمل اختیار کیا ہے۔ پاکستان کی عدلیہ نے جن دہشت گردوں کو موت کی سزا

سنائی تھی، لیکن عالمی انسانی حقوق کی تنظیموں کی اپیل پر ۲۰۰۸ء سے پھانسی کی سزا معطل تھی۔ حکومت متفقہ فیصلہ کے بعد یکے بعد دیگرے ان مجرموں کو پھانسی پر لٹکا رہی ہے جو قابلِ تحسین ہے۔ اس سے دہشتگردی میں کمی آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

اسلام میں حدود و تعزیرات کا نفاذ معاشرہ میں فتنہ فساد کا خاتمہ کر کے اسن وادشتی کا ماحول سازگار کرتا ہے۔ پاکستان کے لیڈروں سے بجا طور پر توقع کرتے ہیں کہ وہ نظریہ پاکستان سے عملی وابستگی کا ثبوت دیں اور اسلامی حدود و تعزیرات پر عمل درآمد کے لیے اتحاد و یکجہتی کا ثبوت دیں اور اسلامی حدود و تعزیرات پر عمل درآمد کے لیے اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کریں تاکہ پاکستان حقیقی معنوں میں امن کا گہوارہ اور سلامتی کا قلعہ بن جائے۔

اسلام عدل و انصاف پر مبنی ایسا نظام ہے جو مسلمانوں کو واضح طور پر تعلیم دیتا ہے کہ کسی قوم کی عداوت و دشمنی میں اگر تم عدل و انصاف کا دامن نہ چھوڑنا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوِّمِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجِبُ عَلَيْكُمُ الشَّتَانُ قَوْمٌ عَلَىٰ آلَا تَعْدِلُوا إِذْ لَوْلَا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ (المائدة)

”اے ایمان والو! اللہ کے لیے گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔“

سانچہ پشاور اسلام کو بدنام کرنے اور پاکستان کو عالمی برادری میں رسوا کرنے کے لیے ایک سازش ہے۔ حکومت پاکستان کا فرض منصبی ہے کہ وہ اس دردناک سانحہ میں بالواسطہ یا بلاواسطہ ملوث افراد کو عدالتی کارروائی کے بعد عبرت ناک سزا دے۔ لیکن اس واقعہ کی آڑ میں بلا امتیاز دینی مدارس پر چڑھائی اور دیندار طبقہ کو پکڑ کر تشدد کا نشانہ بنانا انصاف کے منافی ہوگا۔

اللہ رحیم و کریم شہریوں کو پر امن رہنے اور حکومت کو عدل و انصاف کے تقاضے پورا کرنے کی توفیق دے۔ قادر مطلق حکومت علماء اور میڈیا کو دہشت گردی کے خاتمہ کے لیے احسن انداز میں اپنی اپنی خدمات سرانجام دینے کی صلاحیت عطا فرمائے۔ آمین!

کہتے اور اس سے اجتناب نہیں کرتے۔

ان افتراءوں اور بہتانوں کے جواب میں اس سے زیادہ کہنا اور اس پر خارجی دلائل کی شہادت پیش کرنا ضروری نہیں کہ قادیان کے یہ افتراء جو مجھ پر کئے ہیں خواہ علماء اہل افتاء پر، آپس میں متناقض و متخالف ہیں ان میں سے ایک کو سچا اور صحیح مانا جائے تو اس سے دوسرے کا جھوٹ و افتراء ہونا ثابت ہوتا ہے۔

مثلاً خاکسار کی نسبت جو اول بہتان باندھا گیا ہے کہ یہ شخص دل سے آمد مہدی مذکور کا قائل و معتقد ہے اور اس وجہ سے علماء کا ہم خیال و سرگروہ مانا جاتا ہے اور گورنمنٹ کے پاس آمد مہدی سے انکار کرنے میں گورنمنٹ کو دھوکہ و فریب دے رہا ہے، یہ سچ اور صحیح مانا جائے تو پھر اس کے مخالف دوسرا بہتان کہ وہ دل سے مہدی کا منکر ہے اور اس وجہ سے علماء نے اس کو کافر ٹھہرایا صحیح نہیں ہو سکتا اور اگر اس دوسرے بہتان کو صحیح اور سچا مانا جائے چنانچہ قادیانی نے اشتہار ۷ جنوری ۱۹۸۸ء میں اس کو یقینی سچ کہا ہے تو اس صورت میں پہلا بہتان کہ یہ شخص دل سے مہدی کا معتقد ہے اور انکار کرنے سے گورنمنٹ کو دھوکہ دے رہا ہے، صحیح نہیں ہو سکتا۔ بلکہ عقل اور شہادت اعتراف قادیانی (جو اشتہار ۷ جنوری ۱۹۹۹ء میں اپنے کہا ہے) مختلف و متناقض دو اعتقاد ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے اور نیز علماء اور دیگر اہل عقل ایک ہی شخص کو ایک امر کا منکر اور قائل ٹھہرا کر کافر اور مومن بلکہ اہل اسلام کا سرگروہ نہیں کہہ سکتے۔ اور ایک امر کے اقبال یا انکار میں راست باز بھی اور دھوکہ باز بھی نہیں ٹھہرا سکتے۔ اگر میں علماء کے نزدیک آمد مہدی کے قائل اور ان کا معلم اور سرگروہ ہوں تو پھر ان کے نزدیک کافر نہیں ہوں۔ اور اگر ان کے نزدیک اب منکر ٹھہر چکا اور اس اعتقاد کی تعلیم و اظہار سے ان کو دھوکہ دیتا رہا ہوں تو پھر ان کا ہم خیال و سرگروہ نہیں ہوں اور نیز اس صورت میں اس انکار سے گورنمنٹ کو دھوکہ دینے والا اور منافق نہیں ہوں بلکہ گورنمنٹ کے پاس سچ بولنے والا اور اس کا مخلص و وفادار ہوں۔ یہ بات محال اور بحکم عقل ناممکن ہے کہ میں عقیدہ آمد مہدی کے اقرار و اظہار میں سچا ہو کر علماء کا سرگروہ بھی بنا رہوں اور اس میں جھوٹا ہو کر ان کے نزدیک کافر بھی ہوں۔ ایسا ہی ناممکن ہے کہ اس اعتقاد سے انکار کرنے میں گورنمنٹ کا سچا تا بعد ازاں وفادار بھی

## حضرت بنالوی سے مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ

قسم نمبر ۴

تحریہ جناب ڈاکٹر محمد بہاؤ الدین

نسبت تعجب سے کہا کہ یہ شخص منافق ہے۔ ہمارے سامنے مہدی کی آمد کا اعتقاد ظاہر کرتا رہا اور ہم کو یہ عقیدہ سکھاتا رہا اور درحقیقت یہ مہدی سے منکر ہے اور گورنمنٹ کا خیر خواہ ہے اور آج تک ہم کو دھوکہ دیتا رہا اور ہمارے ساتھ منافقانہ برتاؤ کرتا رہا۔ اس بہتان کے ساتھ اور اس کے متعلق قادیانی نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ فعل ان مولویوں کا گواہ لوگوں کے خیال میں دینداری کی وجہ سے ہو مگر درحقیقت یہ ان کی بے دینی ہے کیونکہ مہدی موعود کی بابت جس قدر حدیث صحاح ستہ میں لکھی گئی ہیں ان میں سے کوئی بھی صحت کو نہیں پہنچی وہ سب کی سب جرح سے خالی نہیں۔ لہذا منکر مہدی کی نسبت انکے یہ فتوے ناپاک ہیں جو محض بے دینانہ کی راہ لکھے گئے ہیں۔ دوسرا بہتان بہتان اول کے برخلاف علماء اہل افتاء پر یہ کہ ان مولویوں نے وہ گندے اور ناپاک فتوے محض بدینتی سے لکھے ہیں انہوں نے منکر مہدی مجھ (قادیانی) کو سمجھا اور اگر وہ یہ سمجھتے کہ یہ فتویٰ محمد حسین کی نسبت اور اس کے حق میں پوچھا گیا ہے تو وہ ہرگز یہ فتویٰ نہ دیتے۔ پھر خاکسار کے حق میں ان کا یہ فتویٰ نہ دینے کی وجہیں (جو قادیانی نے بیان کی ہیں) وہ بھی آپس میں متناقض و متخالف ہیں۔

وجہ اول: یہ کہ وہ سب مولوی بے دین اور منافق ہیں۔ اس وجہ سے مجھ (قادیانی) کو منکر مہدی سمجھ کر کافر و خارج از اسلام قرار دے چکے، مگر یہی بات (انکار اعتقاد آمد مہدی) وہ محمد حسین میں پاتے ہیں تو اسکو کافر و خارج از اسلام نہیں سمجھتے اور اس سے میل ملاقات ترک نہیں کرتے۔

دوسری وجہ: اس کی متناقض یہ کہ وہ محمد حسین بنالوی کو اعتقاد آمد مہدی کا منکر نہیں جانتے بلکہ اسکو اپنا ہم عقیدہ و ہم خیال اور اس اعتقاد کا معلم و سرگروہ جانتے ہیں اور اس وجہ سے اس سے میل ملاقات ر

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے مولانا ابو سعید محمد حسین بنالوی مرحوم نے فرمایا:

ان اشتہارات میں پرافت قادیان نے دو مختلف باہم متناقض بہتان مجھ (محمد حسین) پر قائم کئے ہیں۔ اور دو مختلف و متناقض بہتان علماء اہل افتاء پر قائم کئے ہیں۔ خاکسار پر۔

① ایک بہتان یہ ہے کہ یہ شخص دل سے ایسے مہدی کے آہنے کا (جو انگریزوں وغیرہ سے لڑنے آئے گا) معتقد و قائل ہے اور احادیث متعلقہ مہدی کو جو اسنے اپنے رسائل میں ضعیف کہا ہے اس سے رجوع کر چکا ہے اس رجوع سے علماء وقت کو اطلاع دے چکا ہے۔ اس اعتقاد میں وہ تمام علماء وقت کا ہم عقیدہ و ہم خیال بلکہ ان کا معلم و سرگروہ ہے۔ اور فہرست انگریزی مضامین اشاعت السنہ میں (جو ۱۲۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو اس نے خفیہ طور پر شائع کی ہے) گورنمنٹ کے سامنے اس اعتقاد سے انکار ظاہر کرنے میں اس نے جھوٹ اور فریب اور نفاق سے کام لیا۔

② دوسرا بہتان اس کے برخلاف و متناقض یہ کہ یہ شخص دل سے مہدی موعود کے آنے سے منکر ہے اور گورنمنٹ کے پاس اس انکار کے اظہار میں جو فہرست انگریزی مضامین اشاعت السنہ مطبوعہ ۱۳۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں اس نے کیا ہے، وہ سچا ہے اور گورنمنٹ کا سچا اور مخلص فرمان بردار ہے۔ اس کی اس دلی انکار کی وجہ سے علماء وقت نے اس کو مسلمانوں کے پاس جھوٹ بولنے والا اور منافق قرار دے کر اس پر کفر کا فتویٰ لگا دیا ہے۔

ایسے ہی علماء اہل افتاء پر پرافت قادیان نے دو مختلف و متناقض بہتان قائم کئے ہیں۔

اول: یہ کہ انہوں نے اس شخص (محمد حسین) کی فہرست مطبوعہ ۱۳۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء پر اطلاع پائی تو اس شخص کو منکر مہدی سمجھ کر اس پر فتویٰ لگا دیا اور اس کی



کہ تم نے آمد مہدی کے متعلق کبھی اعتقاد کا اظہار بھی ہمارے سامنے نہیں کیا اور کہا کہ مہدی کے متعلق نفیا یا اثباتاً ہمارے سامنے کبھی تم نے کہیں کچھ نہیں کہا۔ ذیل میں ان علماء کے جوابات بعینہ نقل کئے جاتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

حضرات علماء وقت سے استفسار و استشہاد

جن علماء نے آج کل منکر مہدی موعود کی نسبت فتویٰ کفر وغیرہ لکھا ہے ان سے استفسار ہے کہ انہوں نے اس فتوے کے لکھنے کے وقت منکر مہدی کس خاص شخص کو سمجھا تھا۔ مرزا غلام احمد کو یا خاکسار مستفسر کو، یا کسی خاص شخص کو بھی نہیں سمجھا۔ صرف فرضی منکر زید عمر کے حق میں وہ فتویٰ دیا ہے۔ اگر انہوں نے مرزا غلام احمد کو سمجھا تھا تو اس کی وجہ بیان کریں اور اگر اس خاکسار کو سمجھا تھا تو فرمادیں کہ انہوں نے مہدی موعود سے انکار میری زبان سے سنا تھا یا میری کسی تحریر میں پایا تھا اور ایسی کون سی میری تحریر ان کی نظر سے گزری تھی۔

اس استفسار کے مقابلہ میں ان حضرات سے یہ بھی سوال ہے کہ آیا میں نے ان حضرات میں سے کسی صاحب کے پاس ان انکار کے برخلاف اس اعتقاد کا اظہار بھی کیا، اور ان کو کہا تھا کہ مہدی موعود آئے گا اور وہ عیسائیوں وغیرہ کافروں سے لڑیگا، تم اس اعتقاد پر پختہ رہو، یا یہ اعتقاد لکھ کر ان کو دیا تھا اور خاص کر مولوی احمد اللہ سرگروہ اہل حدیث و میونسپل کمشنر امرت سر سے سوال کیا ہے کہ کیا میں نے آپ کے رو برو کبھی یہ کہا ہے کہ میں نے غلطی سے احادیث متعلقہ مہدی کو ضعیف کہا تھا اب میں نے ان سے رجوع کر لیا ہے۔ آپ حضرات اراکین دین اور اساطین ملت سید المرسلین ہیں لہذا آپ صاحبوں کے سامنے ادائے شہادت کی ضرورت و وجوب کا بیان کرنا اور آیت و لا تکنموا الشہادۃ پیش کرنا ضروری نہیں۔ المستفسر: ابوسعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعت السنۃ الجواب: اس فتویٰ کی تصدیق کے وقت میں نے منکر مہدی مرزا غلام احمد کو سمجھا تھا کیونکہ مسائل نے مرزا کو منکر بتایا تھا۔ مولوی محمد حسین صاحب کا مجھے خیال بھی نہیں گذرا تھا۔ میرے رو برو کبھی مولوی ابوسعید محمد حسین نے نہیں کہا کہ میں نے غلطی سے احادیث متعلقہ مہدی کو ضعیف کہا تھا۔ اب میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔ ابوسعید احمد اللہ غنی عنہ جواب استفسار دوم: ہم کو مولوی محمد حسین نے کبھی

ہوں اور اس کو دھوکہ دینے والا اور منافق بھی ہوں ایسا ہی جو پرافٹ قادیاں نے اہل افتاء کی نسبت جو اول بہتان باندھا ہے کہ انہوں نے فہرست ۱۴۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں اس شخص (خاکسار) کا اعتقاد آمد مہدی سے انکار دیکھ کر سابق اظہار اعتقاد آمد مہدی میں منافق قرار دیا اور مجھ پر فتویٰ کفر لگا یا صحیح اور سچا تسلیم کیا جائے تو پھر اس کے برخلاف ان پر یہ دوسرا الزام صحیح نہیں کہ انہوں نے وہ فتویٰ اس شخص (خاکسار) پر نہیں لگا یا بلکہ قادیانی کو منکر سمجھ کر اس پر فتویٰ لگا یا ہے۔ اور اگر اس دوسرے بہتان کو صحیح اور سچا مان لیا جائے تو پھر پہلا بہتان کہ انہوں نے اس (خاکسار) پر فتویٰ کفر لگا دیا ہے صحیح نہیں ہوتا۔ یہ دو باتیں بھی عقلاً محال ہیں اور جمع نہیں ہو سکتیں کہ ان علماء نے خاکسار پر فتویٰ کفر لگا بھی دیا ہے اور نہ بھی لگا یا ہو۔

ایسے اس فتویٰ کے نہ لگانے کی دونوں وجہیں باہم متناقض و متخالف ہیں۔ اگر اول وجہ صحیح تسلیم کی جائے کہ وہ علماء بد دیانت و بیدین ہیں اس خاکسار کو منکر مہدی جان کر پھر بد دینتی سے مجھ پر فتویٰ کفر نہیں لگاتے تو اس سے دوسری وجہ غلط ثابت ہوتی ہے کہ وہ علماء اس خاکسار کو منکر مہدی نہیں جانتے اس وجہ سے وہ فتویٰ کفر نہیں لگاتے۔ اور اگر اس کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس سے پہلی وجہ رد ہو جاتی ہے۔ یہ اختلاف بیان پرافٹ قادیان اس کے بہتان ہونے پر کافی دلیل ہے اور ان پر خارجی شہادت کی کچھ ضرورت باقی نظر نہیں آتی تاہم دلائل و شواہد خارجہ سے اس کا بہتان ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔

خاکسار نے ان علماء اہل افتاء سے استفتاء کیا کہ جو فتویٰ آپ لوگوں نے منکر مہدی کے حق میں دیا ہے، کیا وہ خاکسار کے حق میں دیا ہے۔ اور کیا خاکسار کے کسی کلام میں آپ نے آمد مہدی سے انکار پایا ہے یا نہیں۔ تو انہوں نے صاف یہ جواب دیا اور فتویٰ لکھ دیا کہ وہ فتویٰ ہم نے تمہارے حق میں نہیں دیا کیونکہ تمہارے کسی کلام میں ہم نے آمد مہدی سے انکار نہیں پایا بلکہ وہ فتویٰ مرزا کے حق میں دیا جسکے رسائل و تصنیفات میں جا بجا آمد مہدی موعود سے صریح انکار پایا جاتا ہے۔

اس استفتاء کے ساتھ میں نے ان علماء سے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ کیا اس انکار کے برخلاف میں نے آپ لوگوں کے سامنے آمد مہدی کے اعتقاد کا اظہار و اقرار بھی کیا ہے تو اس کے جواب میں بھی انہوں نے صاف فرمایا

نہ زبانی کہا، نہ لکھ کر دیا کہ مہدی موعود عیسائیوں سے لڑنے کو آئے گا۔ تم اس بات پر پختہ رہو۔ ابوسعید احمد اللہ غنی عنہ فتویٰ معبود کے بارے میں یہ بات کہ مستفق نے ظاہر کیا تھا کہ رہما کے علاقہ میں ایک شخص مرزائی امام مہدی کے ظہور سے منکر ہے میں وہاں نوکر ہوں اور یہ بھی اس نے کہا تھا کہ میں بھی پہلے معتقد مرزا تھا اب میں قادیان سے آیا ہوں ان سے بھی بہت سے مسائل پوچھے۔ سو چونکہ اس نے اکثر جواب برخلاف اہل اسلام کے دیئے ہیں اس لئے میں اب اس کا منکر ہوں۔ نیز مولوی محمد حسین صاحب نے قبل از تحریر فتویٰ معبود کبھی میرے ساتھ دربارہ امام مہدی کوئی بات نہیں کی نہ اثباتاً نہ نفیاً۔ اور باقی تعین مصداق فتویٰ میں، سو یہ کچھ ضرور نہیں۔ فتویٰ ہر ایک شخص کے حق میں یہی ہوگا، کوئی ہو۔ عبد اللہ الغنی ابوجہر زبیر غلام رسول الحنفی القاسمی غنی عنہ فتویٰ مذکور نوشتہ مولوی عبد الحق نزہ دین مستفتی نہ آوردہ بلکہ مستفتی ہم دست شخص بر مکان نزاد احقر فرستادہ زبانی شخص مذکور ہمیں شنیدم کہ قادیانی منکر مہدی موعود است در حق او شہ فتویٰ است۔ لہذا راقم الحروف ہمراہ انکار مہدی انکار نزول عیسیٰ علیہ السلام و خروج دجال ہم شامل نمود تا کہ بینندہ را واضح شود کہ فتویٰ در حق قادیانی است کہ منکر ہر سہ قادیانی است لا غیر۔ بالفرض اگر غیر از مرزا کسے دیگر منکر این سہ باشد بروہم ہمیں فتویٰ است کہ بر مرزا است۔ باقی مولوی محمد حسین صاحب گاہے نزد احقر نے ذکر انکار مہدی موعود نمودہ نہ اقرار آں۔ عبد الجبار بن عبد اللہ الغفر فتویٰ رضی اللہ عنہ

فتویٰ مذکور کے بارہ میں میں نے مفصل اشتہار چھپوایا۔ درحقیقت مستفتی نے مرزا سے سخت تبرا اور انکار ظاہر کیا اور مرزا کو دجال اور دیگر سخت الفاظ سے ذکر کرتا تھا اور کہا کہ فقط مرزائیوں کے اخراج اور ابانت اور تسوید وجہ کے واسطے یہ فتویٰ چاہتا ہوں کہ مرزائیوں کو افریقہ سے نکال دوں۔ اور مولوی محمد حسین کا نام بھی نہیں لیا۔ رہا مولوی محمد حسین سواس نے مہدی کے بارے میں اقرار کیا انکار ہمارے ساتھ تذکرہ نہیں کیا اور نہ میں نے مخالف اہل سنت کے کوئی تحریر اس کی دیکھی اور اگر بالفرض مرزا کے سوا کوئی مہدی کے آنے سے انکار کرے تو ہمارا اس پر بھی یہی فتویٰ ہے جو مرزا کے بارے میں لکھا گیا۔ حررہ عبد الحق غزنوی مباہل قادیانی۔

مولوی محمد حسین صاحب بنا لوی کی نسبت یہ فتویٰ نہیں لکھا گیا۔ انہوں نے میرے سامنے کبھی مہدی موعود کے آنے سے انکار نہیں کیا اور نہ کوئی تحریر بھیجی ہے جس میں اس اعتقاد کا اظہار ہو کہ میں ایسے مہدی کے آنے کا معتقد ہوں جو عیسائیوں وغیرہ سے لڑنے کے لئے آئے گا تم اس اعتقاد پر پختہ رہو، بلکہ مہدی کے بارے میں کبھی نفی و اثبات نہ ذکر نہیں۔ فقیر غلام محمد بگوی عفا عنہ امام مسجد شاہی لاہور۔

حامداً ومصلياً: بندہ کے پاس جو استفتاء در باب مہدی موعود آیا تھا تو بندہ اس کو قطعاً مرزا قادیانی کے باب میں یقین کرتا تھا، اور اسی خیال پر اس کا جواب لکھا گیا تھا اور مولوی محمد حسین بنا لوی کے نہ کبھی میں نے زبان سے کچھ سنا اور نہ کسی ان کی تحریر نہ کسی شخص کی تقریر سے انکار مہدی موعود کا معلوم ہوا۔ مگر ہاں جو شخص انکار مہدی کرے گا اس کے باب میں وہ ہی فتوے بندہ کا ہے جو مرزا کے باب میں۔ اور چونکہ مہدی موعود کا ہونا صحیح مسلم سے ثابت ہے تو بندہ کو ہرگز گمان نہیں کہ مولوی محمد حسین نے اس کا انکار کیا ہو۔ فقط واللہ اعلم: کتبہ الاحقر بندہ رشید احمد گنگوہی غفری عنہ۔

(مولانا بنا لوی مرحوم فرماتے ہیں) اس مضمون کو پڑھ کر بھی کوئی شخص مرزا قادیانی کو راستہ گوسمجھے اور اس کا معتقد رہے تو جانو کہ اس کے عقل و حواس میں فرق ہے اور وہ دیدہ و دانستہ آنکھ بند کر کے قادیانی کی پیروی کرتا ہے اور وہ پیر پرست اور ہٹ دھرم اور معاند ہے اور آیت فمن لم يجعل الله له نورا فاما له من نور کا مصداق ہے۔ (ما بناہ اثنا عشر جلد ۱۹ ص ۲۵۳-۲۶۸)

الغرض جس بات کو مرزا صاحب نے مولانا محمد حسین بنا لوی مرحوم کی ذلت اور پیش گوئی کے پورا ہو جانے کے ثبوت کے طور پر پیش کیا وہ یہ تھی کہ مولانا بنا لوی نے ظہور مہدی کے بارے میں ایک ایسا مضمون لکھ دیا ہے جو بعض اہل علم کو پسند نہیں آیا۔ اور اس مضمون میں انہوں نے مہدی کے بارے میں جو نظریہ پیش کیا ہے وہ ان کے سابقہ موقف سے مختلف ہے۔ گویا نظریات میں تبدیلی مرزا صاحب کے نزدیک مولانا بنا لوی کی ذلت تھی۔ اگر نظریات میں تبدیلی نشان ذلت ہے، تو خود مرزا صاحب باقرار خود، ذلیل تھے۔ وہ کہتے ہیں: میں نے براہین احمدیہ میں یہ بھی اعتقاد ظاہر کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ واپس آئیں گے۔ مگر یہ میری غلطی تھی۔ (روحانی خزائن جلد ۱۲ ص ۲۷۲)

ایک دوسری جگہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں: میں نے براہین احمدیہ میں غلطی سے توفی کے معنی ایک جگہ پورا دینے کے کیے ہیں۔ جس کو بعض مولوی صاحبان بطور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر یہ امر جائے اعتراض نہیں۔ میں مانتا ہوں کہ وہ میری غلطی ہے۔ (ایام الصلح ص ۳۱: براہین احمدیہ جلد ۳ ص ۷۳ حاشیہ منقول از تہذیب ۹۷ حاشیہ)

مرزا صاحب کی ان تحریروں کی روشنی میں ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر نظریات میں تبدیلی نشان ذلت ہے تو مرزا صاحب خود بھی اس کی زد میں آتے ہیں۔ اور مرزا صاحب کو کبھی اپنی اس کمزوری کا احساس تھا اس لیے وہ اس بات پر پختہ نہیں رہے بلکہ مزید نشانات بھی دھونڈتے رہے۔ اور جب ۱۹۰۰ء میں مد والے مناظرے میں مولانا امرتسری نے مرزائی مناظر کو لٹکارتے ہوئے فرمایا کہ مولانا بنا لوی کی ذلت کے بارے میں مرزا کی پیش گوئی پوری نہیں ہوئی اور اگر کسی کو میری بات سے اختلاف ہے تو ان تیرہ مہینوں کے دوران مولانا بنا لوی اور ان کے دونوں ساتھیوں کو پچھنے والی ذلت کا ثبوت پیش کریں۔ مرزائیوں کو مناظرے کے دوران تو مولانا امرتسری کی اس بات کا کوئی جواب نہ سوجھا لیکن بعد میں مرزا صاحب نے اپنی کتاب اعجاز احمدی میں لکھا کہ: مولوی ثناء اللہ نے مد کے مباحثہ میں یہ اعتراض بھی پیش کیا ہے کہ جو ذلت کی پیش گوئی محمد حسین اور جعفر زلی اور ان کے دوسرے رفیق کی نسبت کی گئی تھی وہ پوری نہیں ہوئی۔ اگر یہ لوگ (یعنی مولوی ثناء اللہ وغیرہ) ایسے اعتراض نہ کرتے تو پھر یہود سے مشابہت کیونکر ہوتی۔ میرے نزدیک ضروری تھا کہ یہ ایسے اعتراض ہوتے۔ اے بھلے مانس جس حالت میں اسی مقدمہ کے اثناء میں مولوی محمد حسین کی وہ تحریر پکڑی گئی جو فتویٰ تکفیر کے مخالف ہے تو کیا ایک عالمانہ حیثیت کی نظر سے اس کی ذلت اور رسوائی نہیں ہوئی؟..... رہی عزت جعفر زلی کی۔ پس ان لوگوں کا کوئی مستقل وجود نہیں۔ یہ سب مولوی محمد حسین کے سایہ میں وہ ان کا ایڈووکیٹ جو ہوا۔ جبکہ ان کے ایڈووکیٹ کی ذلت ثابت ہوگئی تو کیا ان کی ذلت پیچھے رہ گئی۔ سایہ اصل کا ہمیشہ تابع ہوتا ہے۔ جب اصل درخت ہی گر پڑا تو سایہ کیونکر کھڑا رہ سکتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۹ اعجاز احمدی۔ ضمیمہ زول آفتاب ص ۱۱۸-۱۱۹) یعنی ۱۹۰۰ء میں مرزا قادیانی نے یہ اقرار کیا کہ جعفر زلی اور محمد بخش کی کوئی ذلت نہیں ہوئی لیکن چونکہ محمد حسین ان کا وکیل ہے اس لیے محمد حسین کو پچھنے والی ذلت بھی ہے۔ یہاں مرزا صاحب تو زلی کی ذلت کا ثبوت کر گئے۔ ورنہ وہ کہہ سکتے تھے کہ محمد حسین کی ذلت تمام اہل حدیث کی ذلت ہے کیونکہ وہ اہل حدیث کا ایڈووکیٹ کہلاتا ہے۔ اور وہ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ محمد حسین کی ذلت تمام مسلمانوں کی ذلت ہے کیونکہ وہ رو قادیانیت کے محاذ پر مسلمانوں ہی کا مقدمہ توڑ رہا ہے۔ مرزا صاحب سے ایسی باتیں بعید نہیں تھیں کیونکہ آپ نے براہین کی پانچ جلدوں کو یہ کہہ کر پچاس جلدوں کے برابر قرار دے دیا تھا کہ ۵ اور ۵۰ میں ایک صفحہ کی تو فرق ہے۔ وہ ایسا کہہ دیتے تو یہ بھی ان کی سادگی ہی شمار ہوتی ہے کیونکہ آپ اس دس ہزار روپیہ کو جو براہین احمدیہ کے لیے وصول کیا گیا تھا، بڑی آسانی سے یہ کہہ کر ہضم کر سکتے تھے کہ مسلمانوں کو اتنی تکلیف کیوں ہو رہی ہے میں نے ایک روپیہ ہی تو کھایا ہے۔ کیونکہ ایک روپے اور دس ہزار روپے میں آخر فرق ہی کیا ہے۔ ۱ اور ۱۰۰۰۰ میں چار صفحوں ہی کا تو فرق ہے۔ اور صفحہ جتنی بھی ہوں ان کا حاصل جمع، صفحہ ہی ہوتا ہے۔

ظہور مہدی والے معاملے میں مرزا صاحب کی بات نہ بن سکی تو انہوں نے مولانا بنا لوی کی ایک اور ذلت تلاش کر لی۔ ہوا یہ کہ انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کا کشمیر میں سراخ مل گیا۔ اور اس مزمومہ قبر کو محمد حسین صاحب کی ذلت قرار دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا:

”محمد حسین اور اس کے گروہ کو ایک..... فوری ذلت پیش آئی ہے کہ واقعات صحیحہ یقینیہ سے بچا یہ ثبوت پہنچ گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ صلیب پر فوت ہوئے اور نہ آسمان پر چڑھے، بلکہ یہود کے قتل کے ارادہ سے مخلصی پاکر ہندوستان آئے اور آخر ایک سو بیس سال کی عمر پاکر سری نگر کشمیر میں فوت ہوئے۔ پس محمد حسین وغیرہ کے لیے یہ ماتم سخت اور ذلت سخت ہے۔ (روحانی خزائن جلد ۱۲ راز حقیقت) ص ۱۷۳-۱۷۶ بعنوان حاشیہ متعلقہ ص ۱۰۱

مورخ اشتہار ۳۰ نومبر ۱۸۹۸) یعنی پیش گوئی ایک مرتبہ پوری ہوگئی اور ۱۳ ماہ والی دعا کا نتیجہ برآمد ہو گیا۔ تاہم سوچنے کی بات یہ تھی کہ اگر یہ ثابت ہو گیا کہ مسیح علیہ السلام کشمیر میں دفن ہیں تو اس میں مولانا محمد حسین کی ذلت کی کیا تخصیص ہے؟ دنیا بھر کے

نشان ہے تو مرزا صاحب دنیا میں سب سے زیادہ ذلیل ہیں۔ کیونکہ انہیں اتنی بیماریاں لاحق تھیں کہ ان کی تعداد دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر بھی نہیں گنی جاسکتی۔

مرزا صاحب یونہی گھر بیٹھے قصے کہانیاں گھڑتے اور سناتے رہے حتیٰ کہ ۱۹۰۷ء میں ان کے ایک منحرف مرید ڈاکٹر عبدالکیم نے ان سے پوچھا کہ بتاؤ مولانا بٹالوی والی ۱۳ ماہ والی پیش گوئی کب اور کہاں پوری ہوئی؟ جواب میں مرزا صاحب نے فرمایا: کون سے تیرہ مہینے؟ کیونکہ: جو کچھ مولوی محمد حسین اور ان کے رفقاء کی نسبت پیش گوئی خدا کے الہام سے لکھی گئی تھی اس کی نسبت کوئی تاریخ مقرر نہ تھی۔ صرف میری دعا میں اپنے الفاظ تھے۔

الہامی الفاظ نہ تھے۔ اور صرف میری طرف سے دعا تھی کہ اتنی مدت میں ایسا ہو۔ سو خدا تعالیٰ اپنی وحی کا پابند ہوتا ہے۔ اس پر فرض نہیں کہ جو اپنی طرف سے التجا کی جائے بعینہ اس کو ملحوظ رکھے۔ اس لیے پیش گوئی میں جو عربی میں شائع ہو چکی ہے کوئی مدت مقرر نہیں کہ فلاں مہینہ یا برس میں رسوا کیا جائے گا۔ (روحانی خزائن ج ۲۲ (حقیقت الوحی) ص ۱۴۵)

بالفاظ دیگر مئی ۱۹۰۷ء (حقیقت الوحی کی تصنیف) تک وہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی تھی۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے مرزا صاحب جن باتوں کو اپنی پیشگوئی کے پورے ہونے کے ثبوت میں پیش کرتے تھے وہ باتیں دراصل مولانا بٹالوی کی ذلت نہیں تھی۔ بلکہ مرزا صاحب کی غلط تاویلیں اور ان کے جھوٹے دعوے تھے۔ اور یہ بات کہ پیش گوئی کے پورا ہونے کی کوئی مدت مقرر نہ تھی، بالکل خلاف واقعہ ہے۔ مرزا صاحب صاف لکھ چکے تھے کہ مدت متعین ہے اور یہ تعین الہامی ہے۔

مرزا صاحب نے یا تو ۱۸۹۸ء میں اس تعین کو الہامی کہہ کر جھوٹ بولا تھا۔ اگر وہ ۱۸۹۸ء میں سچ بول رہے تھے تو ۱۹۰۷ء میں اس تعین کو عدم تعین قرار دے کر جھوٹ بول رہے تھے۔ دونوں صورتوں میں ان کی ذلت کا نشان ہے۔ اور اگر تاریخ مقرر نہ تھی تو پیش گوئی یوں بنے گی کہ دونوں فریقوں میں سے جو غلطی پر ہے وہ کسی نہ کسی وقت ذلیل ہوگا۔ اس لیے ہم انشاء اللہ تعالیٰ کسی موقع پر بتائیں گے کہ اس پیش گوئی کے بعد مرزا قادیانی کو کن کن محاذوں پر مولانا بٹالوی اور جمع مسلمانوں کے سامنے ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔



والی ان کی تحقیق اتنی جھوٹ کا پلندہ ہے۔

مرزا صاحب اور ان کی امت نے ۱۳ ماہ والی پیش گوئی کو سچا ثابت کرنے کے لیے اور باتوں کا ذکر بھی کیا ہے مثلاً ایک مرزائی کہتا ہے کہ اس نے لاہور میں مولانا بٹالوی کو ریلوے سٹیشن کی طرف جاتے ہوئے اس حال میں دیکھا کہ اپنا (سامان کا) تھیلہ انہوں نے خود اٹھایا ہوا تھا۔ اور اپنا سامان خود اٹھانا ان کی ذلت کا نشان ہے (سیرۃ المہدی) اور ایک دفعہ مرزا صاحب نے لکھا کہ مولوی محمد حسین مغلّس ہو گیا ہے۔ پرانے کپڑے پہنتا ہے۔ کابل گیا تو وہاں اس کی تکریم نہیں ہوئی اور بیمار ہو کر واپس چلا آیا۔ (انجام آہم مصنفہ مرزا قادیانی ص ۹۴-۱۰۰)

جب مولانا بٹالوی نے فرمایا کہ چلو کابل چلتے ہیں، اور قصہ زمین برسر زمین طے کر لیتے ہیں، تو یہ بات سن کر مرزا صاحب کے اوسان خطا ہو گئے اور فرمایا: گورنمنٹ نے اس جاسد (محمد حسین) کی باتوں کی طرف کچھ توجہ نہ کی تو پھر اپنی قوم کو اکسانا شروع کیا اور میری نسبت یہ فتویٰ شائع کیا کہ اس شخص کو قتل کرنا موجب ثواب ہے۔ چنانچہ اس فتویٰ کو دیکھ کر اور کئی مولویوں نے بھی قتل کا فتویٰ دے دیا۔ پس بلاشبہ یہ سچ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے یہ سامان پیدا نہ کرتا کہ اس گورنمنٹ عالیہ کے زیر سایہ مجھے پناہ دیتا تو معلوم نہیں کہ ایسے غازی مجاہد اب تک کیا کچھ نہ کر دکھاتے۔ یہ شخص (محمد حسین) بار بار مجھے امیر کابل کی دھمکی دیتا رہا ہے کہ وہاں چلو تو زندہ واپس نہ آؤ گے۔ یہ تو ہمیں معلوم تھا کہ یہ شخص امیر کابل کے پاس ضرور گیا تھا مگر یہ بھید اب تک نہیں کھلا کہ امیر (کابل) نے اس شخص کو میرے قتل کی نسبت کیوں اور کس وجہ سے وعدہ دیا؟ (روحانی خزائن ج ۱۳ (حقیقت مہدی مصنفہ مرزا قادیانی) ص ۲۳۵-۲۳۶)

مرزا قادیانی نے کابل کا رخ نہ کیا۔ وہاں سے: اس جا بیا۔ کے بلاوے آئے: رہے لیکن مرزا صاحب کے کان بند رہے۔ حقیقت یہ تھی کہ کابل کے امیر نے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی کا بہت اکرام کیا تھا۔ مولانا کی مالی حیثیت بھی حسب سابق تھی۔ پرانے کپڑے پہننا کوئی اہانت کی بات نہیں۔ ہاں کابل میں آپ بیمار ضرور ہوئے تھے لیکن میدانی علاقوں کے افراد کا سرد پہاڑی علاقوں میں جا کر بیمار ہو جانا کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ اور اگر کسی کا بیمار ہو جانا اس کی ذلت کا

نشان یہ نہیں مانتے کہ عیسیٰ کشمیر میں دفن ہیں۔ یہودیوں کے نزدیک ابھی مسیح تشریف ہی نہیں لائے۔ اس لیے ان کی موت اور دفن کی بات ان کے نزدیک کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتی۔ دنیا بھر کے مسلمان مسیح کی موت تسلیم نہیں کرتے۔ دفن تو بعد کی بات ہے۔ بدھوں اور ہندوؤں اور کیونستوں کے نزدیک مسیح کے جنم اور دفن کی بات کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ وہ سرے سے مسیح کو مانتے ہی نہیں۔ یعنی دنیا کی ۹۹ فی صد آبادی کشمیر میں مسیح کی کسی قبر کو نہیں مانتی۔ اگر مرزا صاحب کے نزدیک مسیح کا دفن کشمیر میں ثابت ہو گیا ہے اور یہ ثبوت اس لیے محمد حسین کی ذلت کی علامت ہے کہ اس کے عقیدہ کے خلاف ہے تو یہ بات دنیا کی ۹۹ فی صد آبادی کی بھی ذلت ہے۔ جہاں اتنے سارے لوگ ذلیل ہوں، وہاں کس کی ذلت، کس کے سامنے ہوگی؟ اور کس کی نظر میں کون ذلیل ہوگا؟

ویسے کشمیر میں حضرت عیسیٰ کی قبر کی دریافت خود مرزا صاحب کی ذلت کا نشان بھی ہے کیونکہ ان کی اس نئی دریافت نے ان کی ایک پرانی دریافت کو جھوٹا ثابت کر دیا تھا۔ اس بات کی تشریح یہ ہے کہ کشمیر پر نظر عنایت ڈالنے سے پہلے ان کی تحقیق یہ تھی کہ مسیح علیہ السلام کی قبر شام میں ہے۔ انہوں نے ۱۸۹۴ء میں شائع ہونے والی اپنی کتاب اتمام الحجہ میں اسی بات سے اپنے مخالفین پر حجت قائم کی تھی۔ ان کا کہنا تھا: حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے۔ ہم زیادہ صفائی کے لیے اس جگہ حاشیہ میں اخویم جی فی اللہ سید مولوی محمد سعید طرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں اور انہی حدود میں حضرت عیسیٰ کی قبر ہے۔ اگر کہو کہ وہ قبر جعلی ہے تو اس جعل کا ثبوت دینا چاہیے۔ (روحانی خزائن جلد ۸ (اتمام الحجہ) صفحہ ۲۹۷-۲۹۸)

اللہ تعالیٰ نے مرزا کے ساتھ جو معاملہ کیا ہے اس میں اولیٰ الابصار کے لیے عبرت کا بہت سامان موجود ہے۔ جس بات کو مرزا نے دعویٰ سے بیان کیا اسی کا الٹ ہوا۔ جس بات کی انہوں نے پیش گوئی کی، اسی کا الٹ ہوا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ مسیح علیہ السلام مرچکے ہیں اور ملک شام میں ان کی قبر موجود ہے اور کسی کو شک ہے تو اس قبر کے جعلی ہونے کا ثبوت پیش کرے ورنہ مجھے مسیح تسلیم کرے۔ اس چیلنج کو چار سال بھی نہیں گزرنے پائے تھے کہ ۱۸۹۸ء میں خود ہی کہہ رہے ہیں..... مسیح کشمیر میں دفن ہیں..... یعنی ملک شام والی قبر جعلی ہے..... اور ۱۸۹۳ء



# سانحہ پشاور فساد فی الارض

تحریر: جناب عطاء محمد جموعہ

اسلام کے معنی امن و سلامتی کے ہیں اور اپنے پیروکاروں کو حکم دیتا ہے کہ وہ کسی پر ظلم نہ کریں۔ انسانی جان کی قدر و قیمت اس حد تک ہے کہ ایک انسان کا قتل ناحق ساری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا﴾  
(المائدة: 32)

”جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا وہ قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کی جان بچائی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی۔“

محسن انسانیت ﷺ نے غیر مسلموں پر ظلم کرنے سے منع کیا ہے۔ آپ کا فرمان ہے:

”خبردار جس نے ذمی کا فر پر ظلم کیا یا اسے نقصان پہنچایا اس کی طاقت سے زیادہ کام لیا، اس کی تھوڑی سی چیز بھی اس کی رضا کے بغیر لی تو کل قیامت کے دن میں ایسے شخص سے جھگڑا کروں گا۔“ (ابوداؤد)

”ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا سبب ہو گا۔“ (بخاری)

حالات امن ہو یا جنگ اسلام ہر موقع پر عدل و انصاف کی تعلیم دیتا ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ملک شام کی طرف لشکر روانہ کیا تو ان کو نصیحت فرمائی:

”مورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاٹنا، بستان ویران نہ کرنا، کوئی بکری یا اونٹ کھانے کے سوا ذبح نہ کرنا، کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ جلانا، خیانت نہ کرنا اور بزدلی نہ

دکھانا۔“ (موطا امام مالک)

اسلام کے سنہری دور میں مسلمانوں نے اپنوں اور بیگانوں کی عزت جان و مال کے تحفظ کے لیے جہاد کیا، انہوں نے فتح یاب ہو کر اللہ کا تامل کردہ امن و سلامتی کا نظام نافذ کیا، چین اور سندھ کی تاریخ اس امر کی شاہد ہے۔ جہاد اسلامی کے چند اصول و ضوابط درج ذیل ہیں:

❖ اہل قتال کو آگ میں نہ جلایا جائے۔

❖ کسی کو باندھ کر نہ مارا جائے۔

❖ قیدی کو قتل نہ کیا جائے۔ ❖ لاش کو بگاڑا نہ جائے۔

❖ سفیر کو قتل نہ کیا جائے۔ ❖ بدعبدی نہ کی جائے۔

❖ راہب اور عابدوں کو ستایا نہ جائے۔

❖ اور جانوروں کو ہلاک نہ کیا جائے۔

قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اسلام کے زیر ضابطوں کو مد نظر رکھ کر جہاد کیا تو وہ کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ وہاں عدل و انصاف کر کے امن و آشتی کا ماحول استوار کیا۔ جب سے مسلمانوں نے جہاد سے جی چرایا تو ان کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا اور طاعونی قوتوں نے ان پر قبضہ جمالیا۔ مخبر صادق محمد ﷺ نے فرمایا: ”جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔“ آپ کی پشین گوئی کے مصداق مسلمانوں میں سے ایک جماعت نے حق و انصاف کی حکمرانی کے لیے جہاد جاری رکھا اور قیامت تک جاری رکھے گی۔ چنانچہ طاعونی قوتوں نے مسلم دنیا میں ایسے افراد کا انتخاب کیا جنہوں نے جہاد کی منسوخی کا اعلان کیا، جب اس نظریہ کو پذیرائی نہ ملی تو جہاد کے نام پر ایسی تنظیموں کی سرپرستی کی جنہوں نے پے در پے دہشت گردی کی وارداتیں کر کے اسلام کو بدنام کیا۔

۱۶ دسمبر ۲۰۱۳ء کو دہشت گردوں نے آری پبلک

سکول پشاور کے ۱۳۲ بچوں کو ہلاک کر دیا۔ ننھے منے تو

شہید ہو کر فرشتوں کی آغوش میں محو اسزاحت ہو گئے لیکن

ان کے والدین اور عزیز واقارب کے اذہان پر خون میں

لت پت معصوم بچوں کے عکس نقش کر گئے۔ وہ زندگیاں ہم آئیں بھرتے رہیں گے۔ (الہی! ان کو دردناک صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے اور نعم البدل نعمتوں سے سرفراز فرما۔) ہر وہ پاکستانی جس کے جسم میں دل کا ٹوٹھرا ہے وہ ان کے غم میں خون کے آنسو بہا رہا ہے اور ان شیطان کے چیلوں پر لعنت برسا رہا ہے جو انسان کے روپ میں بھوت بن کر آئے اور آگ کے شعلے برسا کر ان نوزیر کلیوں کو جھلسا دیا۔ ان کا یہ فعل جہاد نہیں بلکہ فساد فی الارض ہے۔ پاک فوج کی جوابی فائرنگ سے دہشت گرد مارے گئے یہ کون تھے؟..... کہاں سے آئے؟..... حکومت نہایت سرعت سے چھان بین کر رہی ہے۔

پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تحریک پاکستان کے دوران ہزاروں افراد نے جانوں کی قربانی دی، لاکھوں افراد اپنا مال و متاع چھوڑ کر ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے، سینکڑوں ماؤں، بہنوں کی عصمت کو داغدار کیا گیا۔ امن و سلامتی کے قلعہ میں ۱۳۲ بچوں کو جس طرح بے دردی سے قتل کیا گیا تحریک پاکستان کے شہداء نے اللہ کے دربار میں باز پرس کی تو پاکستانی قوم کیا جواب دے گی؟

تاریخی حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے جہاد کی منسوخی کا اعلان کیا، وہ برطانیہ یا اسرائیل کا باشندہ نہیں تھا بلکہ برصغیر کا پیدا نشی تھا۔ میر جعفر و میر صادق نے غداری کر کے انگریزوں کا ساتھ دیا، ان کا تعلق بھی برصغیر سے تھا اور وہ دونوں نام نہاد مسلمان تھے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ سانحہ پشاور کے ملزموں کا تعلق پاکستان یا قبائلی علاقہ سے ہو اور وہ نام نہاد جہادی تحریک سے منسلک ہوں لیکن ان کے سینے ایمان کے نور سے تہی دست تھے۔ وہ مرتد ہو کر رسوائی کی موت مرے۔ محسن انسانیت محمد ﷺ بچوں کے سروں پر شفقت سے ہاتھ رکھتے، جن بچوں کا کوئی وارث نہ ہوتا رحمت کائنات ﷺ ان کی سرپرستی کرتے۔ مخبر صادق ﷺ کا ارشاد ہے: ”جس نے چھوٹوں پر شفقت نہ کی اور بڑوں کا ادب نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں۔“ سانحہ پشاور کے ملزموں کا نام چاہے مسلمانوں جیسا ہو وہ شانی محشر ﷺ کے امتی کہلوانے کے حق دار نہیں۔

پاک فوج کی جوابی فائرنگ سے قاتل تو مر گئے لیکن اس امر کا کھوج لگانا ضروری ہے کہ انہوں نے کس



نام کتاب: ایک عہد ساز شخصیت

شیخ القرآن والحديث حافظ محمد دین

جلد ۲۳ الف بھاگٹا نوالہ - سرگودھا

مؤلف: عطاء محمد جموعہ

صفحات: 230 قیمت: درج نہیں

ناشر: مرکزی جمعیت اہل حدیث شہر ضلع گوجرانوالہ

ملنے کا پتہ: (۱) دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

۱۰۶ راوی روڈ لاہور

(۲) مرکزی جامع مسجد اہل حدیث

بلاک نمبر ۱۹ سرگودھا ولاہور کے مکتبات

تبصرہ نگار: محمد عمران مجاہد (فیروز ٹاؤن)

مؤلف کتاب نے شیخ القرآن والحديث حافظ محمد دین کی

بینی و سماجی جماعتی و فرائض خدمات کا تذکرہ کیا ہے۔ حافظ محمد دین

کا تذکرہ ہی نہیں کیا گیا بلکہ اس ضمن میں بہت سی شخصیات کے

تذکرے ملتے آئے ہیں۔ مؤلف کتاب تجربہ کار اور ممتاز اہل قلم

ہیں۔ گاہے گاہے ہفت روزہ اہل حدیث لاہور و دیگر رسائل

و جرائد میں ان کی علمی تحریروں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

مذکور بالا کتاب کو مؤلف نے بارہ ابواب میں تقسیم کیا

ہے جس میں انہوں نے مولانا مرحوم کی سیرت کو نہایت جامع

اور احسن انداز میں بیان کیا ہے۔ آخر میں انہوں نے مولانا

مرحوم کے نام مختلف دینی سرکردہ شخصیات کے تعزیتی بیانات

اور لواحقین کے تاثرات نہایت عمدہ انداز میں بیان کیے ہیں۔

مؤلف کتاب نے جس طرح مولانا مرحوم کی

خدمات کا تذکرہ کیا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا

فرمائے آمین!

اسلام لہرانے والے پر سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ ایسی قوم کے پاس آئے جو تنگی لتواریں

ایک دوسرے سے لے دے رہے تھے تو آپ ﷺ نے

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت فرمائی ہے جو ایسا کرے،

کیا میں نے تمہیں ایسا کرنے سے منع نہیں کیا۔ پھر

آپ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اپنی لتوار بے نیام کرے تو

اس کا ذھیان رکھے اور جب کسی بھائی کو پکڑنا چاہے تو

اسے نیام میں ڈال کر پکڑائے۔ (صحیح الجامع الصغیر: ۶۰۴)

## لعنت

### واجب کر دینے والے چند اعمال

جناب لیاقت علی باجوہ فیروز پوری

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رشوت دینے والے ۱۰

رشوت لینے والے دونوں پر لعنت کی ہے۔ (سنن ابوداؤد: ۵۱۱۴)

رقم: ۳۵۸۰، صحیح جامع الصغیر رقم: ۵۱۱۴)

چور پر اللہ کی لعنت: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: چور پر اللہ کی لعنت ہے، انڈا

چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور وہ رسی چراتا ہے تو

اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ (بخاری رقم الحدیث: ۶۷۸۸)

قوم لوط والا عمل: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

((لعن الله من عمل عمل قوم لوط))

(احمد: ۲۸۱۷، ۲۸۱۲، ترغیب: ۲۴۲۱)

جو کوئی قوم لوط والا عمل کرتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کی

لعنت ہے۔

غیر جنس کی مشابہت: مرد عورت کی ایک دوسرے سے

مشابہت اختیار کرنا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے

والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی

عورتوں پر لعنت کی ہے۔ (بخاری، کتاب اللباس رقم: ۵۸۸۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا

کہ اللہ تعالیٰ نے اس مرد پر لعنت کی ہے جو عورت جیسا

لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت کی ہے جو مردوں

جیسا لباس پہنتی ہے۔ (ابوداؤد: ۴۰۹۸)

زیادہ قبرستان جانے والی: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعن زوارات القبور

بکثرت زیارت قبور کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔

(ترمذی: ۱۶۶۹، کتاب الجنائز)

اپنے باپ کے علاوہ نسبت: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے باپ کے

علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کی یا (لونڈی و غلام نے)

اپنے مالکوں کو چھوڑ کر کسی غیر کی طرف نسبت کی، اس پر

اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے، قیامت

کے دن اللہ تعالیٰ ان کی فرضی نفلی کوئی عبادت قبول نہیں

فرمائیں گے۔ (مسلم: ۱۳۷۰)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لعنت کے کاموں

کی ممانعت کی جتنی احادیث ہیں، اگر آپ غور سے دیکھیں

تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ سب انہی لوگوں کے حق میں

ہیں جو اللہ کے حرام کو حلال بنالیں، اللہ کے فرائض کو ساقط

کر دیں، جیلوں بہانوں سے خلاف شرع کاموں کو جائز

قرار دیں۔ (اعلام الموقعین)

لعنت کا معنی و مفہوم یہ ہے کہ جو اللہ کی رحمت سے

دور ہو جائیں یا جن پر اللہ کی پھٹکار ہو:

﴿وَمَنْ يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَنْ نَجِدَ لَهُ نَصِيرًا﴾

(النساء: ۵۲)

”جس پر اللہ لعنت کر دے تو ہرگز اس کے لیے

مددگار نہیں پائے گا۔“

چند لعنت والے کام مندرجہ ذیل ہیں:

سودی کا دوبار کرنے والوں پر لعنت

سیدنا جابر کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سود کھانے

والے، کھلانے والے، اس کے تحریر کرنے والے اور اس

کے گواہوں پر لعنت کی ہے اور فرمایا: یہ سب برابر

ہیں۔ (مسلم، کتاب المساقات رقم الحدیث: ۱۵۹۷)

شرابیوں پر لعنت: (شراب کا دوبار کرنے والوں پر)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی

کریم ﷺ نے شراب کے بارے میں دس افراد پر لعنت

کی ہے:

① کشید کرنے والے، ② شراب کشید کروانے

والے، ③ شراب پینے والے، ④ شراب اٹھانے والے،

⑤ جس کے لیے اٹھائی جائے، ⑥ شراب پلانے والے

پر، ⑦ بیچنے والے پر، ⑧ اس کی قیمت کھانے والے پر،

⑨ شراب خریدنے والے پر، ⑩ اور جس کے لیے خریدی

گئی ہے۔ (ترمذی، کتاب البیوع المبیوع، باب النھی انہ

یتخذ الخمر خلا، حدیث نمبر: ۱۲۹۵، حسن)

رشوت دینے اور لینے والے پر: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔

مولانا گرامی وسیع المطالعہ تھے آپ کا ذاتی کتب خانہ خاصا وسیع تھا۔ انہوں نے دور دراز علاقوں سے کتب منگوائیں ان کے علمی روابط علامہ نواب صدیق حسن خاں قزوینی رحمہ اللہ اور اس دور کے دیگر اکابر اہل حدیث علمائے کرام کے ساتھ رہے۔ نواب صاحب کی تصنیف کردہ کتب بھی ان کے مکتبہ کی زینت تھیں۔ اکثر کتب کتب خانہ کی دیکھ بھال نہ ہونے کے سبب کرم خوردہ ہو گئیں۔ مستعار لینے والے لے اڑے۔ نواب صاحب کی کتب میں ”الدین الخالص“، ”دلیل الطالب علی ارجح المطالب“ اور ”توفیق الباری ترجمہ الادب المفرد للبخاری“ اب بھی مولانا عبدالغفار محمدی کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔

مولانا سلطان محمود بیلیوی کے اخلاف میں تین فرزند تھے

### ۱۔ مولانا عبدالکامیم خاں بیلیوی

یہ مولانا سلطان محمود کے بڑے فرزند ارجمند تھے۔ انہوں نے اپنے والد گرامی سے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی۔ وہ علم و فضل میں ممتاز تھے۔ سرائیکی زبان کے بڑے ماہر شاعر تھے۔ انہوں نے سہ حرفی خوبصورت انداز میں توحید باری تعالیٰ اتباع سنت اور حب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مضامین کو منظوم کلام میں پیش کیا۔

### ۲۔ مولانا حکیم عبدالکامیم

مولانا موصوف کے دوسرے نکت جگر تھے حکیم صاحب نے تعلیم و تربیت اپنے والد محترم سے حاصل کی اور ساتھ ساتھ طب یونانی میں بھی مہارت حاصل پائی۔ اپنے والد گرامی اور برادر کبیر کی متروکہ کتب انہی کے زیر استعمال رہیں۔

### ۳۔ مولوی عبدالکامیم

مولانا صاحب کے تیسرے بیٹے تھے انہوں نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد صاحب سے پائی اور قرآن مقدس ناظرہ انہیں سے پڑھا۔ مزید تعلیم کی طرف راغب نہ ہو سکے۔

اب ہم اپنے معزز قارئین کو مولانا عبدالغفار محمدی کے احوال زیست کے مطالعہ کی طرف لاتے ہیں۔ میں ان کے خاندانی پس منظر اور جد اعلیٰ مولانا سلطان محمود بیلیوی کا ذکر کرنا ضروری تھا تا کہ قارئین کرام مولانا محمدی صاحب

## مولانا عبدالغفار محمدی رحمہ اللہ

تحریر: جناب حافظ ریاض احمد عاتب

ہونے کے طعنے دیئے۔ مولویوں نے ان پر کفر کے فتوے لگائے اپنی مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا اور کنوین سے پانی بھرنے سے روک دیا۔

مولانا سلطان محمود عزم و استقلال کے پیکر عظیم تھے انہوں نے اپنا مشن جاری رکھا۔ انصاری برادری کے ایک فرد کے ساتھ مل کر اپنے محلے دریا میں ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور مسجد کے ساتھ ایک کنواں بھی کھدوایا۔ یہ وہی مسجد ہے جو اب مرکزی جامع مسجد اہل حدیث محلہ دریا خان بیلہ کے نام سے مشہور ہے۔ انصاری برادری میں اب تک جماعت اہل حدیث کے افراد موجود ہیں۔

مولانا سلطان محمود بیلیوی نے توحید و سنت کے دروس جاری رکھے اور صدائے توحید برسر عام بلند کی۔ حکمت و دانائی سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ ایک وقت تھا کہ لوگ آپ سے ہاتھ ملانے کو تیار نہ تھے۔ پھر وقت آیا کہ اپنی جائیدادوں کے وراثت مولانا گرامی سے تحریر کرواتے تھے اور فتاویٰ و دیگر مسائل کے لیے آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ مولانا صاحب فتاویٰ نویسی اور وثیقہ نگاری میں بڑے مشہور تھے۔ آپ کے تحریر کردہ چند فتاویٰ جات آپ کے خاندان کے پاس محفوظ ہیں۔

مولانا سلطان محمود صاحب فارسی علم و ادب کے ماہر تھے آپ کی نثر اور نظم میں علمی و ادبی فن پارے لائق تحسین اور قابل مطالعہ ہیں۔ مولانا گرامی نے فارسی زبان میں خط و کتابت کے انداز کو چند مکتوبات کی شکل میں قلم بند کیے وہ خطوط آج بھی ان کے درثاء کے پاس موجود ہیں۔ انہوں نے فارسی زبان میں ایک کتابچہ بھی تحریر کیا جس میں بچوں کے لیے خط و کتابت کی فارسی زبان میں مشق کروائی جاتی تھی جو اس وقت کی ضرورت تھی۔ فارسی زبان میں شعر و شاعری کہنے میں بھی مولانا موصوف کو عبور حاصل تھا۔ آپ کی وثیقہ نویسی خطوط اور شاعری کے چند نمونے ”تاریخ جلاپور“ (مؤلفہ مولانا محمد رفیق اثری رحمہ اللہ)

جماعت کے محقق عالم دین مولانا ابوداؤد عبدالغفار محمدی ۲۹ جولائی ۲۰۱۳ء بروز منگل بقضائے الہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مولانا موصوف ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کا نسب مولانا سلطان محمود خان بیلیوی رحمہ اللہ سے جا ملتا ہے۔ مولانا سلطان محمود اپنے وقت کے جید عالم دین حق و صداقت کے علمبردار اور قاطع شرک و بدعت تھے۔ ان کا تعلق خان بیلہ کی معروف برادری دریا سے تھا۔

خان بیلہ جلاپور سے بارہ کلومیٹر مغرب میں ایک قدیم اور اہم قصبہ ہے۔ جس کے مغرب میں دریائے چناب جہلم اور راوی بہتا ہے اور جنوب میں دریائے ستلج و بیاس رواں ہیں۔ زراعت کے حوالہ سے یہ اہم قصبہ ہے۔

اسی قصبہ کے رہائشی ملا حسین بن ملاں یوسف قوم دریا کے گھر مولانا سلطان محمود متولد ہوئے۔ ان کے ابتدائی احوال کے بارے معلومات نہیں مل سکیں۔ مولانا گرامی اپنے خاندان کے پہلے خوش بخت شخص تھے جنہوں نے مسلک حق قبول کیا جس کی پاداش میں انہیں اہل بدعت کی طرف سے تکالیف کا سامنا کرنا پڑا مگر انہوں نے تمام مصائب و آلام کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

مولانا محمد رفیق اثری رحمہ اللہ کے مطابق مولانا موصوف مولانا سلطان محمود محدث ملتانی کے ہم عصر تھے اور یہ بھی امکان ہے کہ ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے ہوں۔ قرین قیاس یہ بھی ہے کہ جلاپور پیر والا میں مولوی جندوہ سے کچھ عرصہ پڑھتے رہے ہوں یا ان کی تلقین و تشویق پر احمد پور شرقیہ میں تعلیم حاصل کی ہو۔ (ملاحظہ ہو: تاریخ جلاپور (ص ۲۲۳-۲۲۵) و محدث جلاپوری (ص: ۲۷۳)

جب مولانا گرامی تعلیم حاصل کر کے اپنے علاقے خان بیلہ تشریف لائے تو انہوں نے یہاں آکر کتاب و سنت کی دعوت و تبلیغ شروع کر دی۔ لوگوں نے انہیں وہابی



کتاب طبع ہو کر منصہ شہود پر آئی اور علمی حلقوں میں خوب مقبول ہوئی۔ اس کتاب کے اب تک تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کتاب پر مولانا ابویاسر صاحب نے مزید کام کیا ہے۔ اب یہ کتاب اضافہ و ترمیم کے ساتھ نعمانی کتب خانہ لاہور کی طرف سے مطبوع ہے۔ اس کتاب کے متعلق مولانا عبدالغفار حازم لکھتے ہیں:

”مؤلف محمدی کی ایک اور کتاب بنام ”احناف کے ۳۵۰ سوالات کے مدلل جوابات“ ہے۔ جو کہ بڑی اہم کتاب ہے جو ہر فرد کے لیے خریدنا ضروری ہے اور اس کا مطالعہ کرے۔ ہمارے علاقہ اختر کالونی کراچی میں احناف سے مسئلہ تحت السرہ (ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے) پر بحث چل رہی تھی تو احناف کی طرف سے ایک کتاب بنام ”آٹھ مسائل“ ہمیں دی گئی کہ ان کا جواب دو اور مزید کچھ مسائل لکھ کر دیئے گئے کہ ان کا جواب دو۔ میں سوچ رہا تھا کہ اگر ان کا جواب دیا جائے تو اچھا خاصہ وقت لگ جائے گا۔

اسی دوران جناب محمد احسن سلفی صاحب کے پاس ۳۵۰ مسائل والی کتاب نظر آگئی میں نے جب اس کی فہرست دیکھی تو تمام سوالات کے جوابات اس میں موجود تھے۔ میں نے ۵ نسخے لے لیے جو کہ اپنے ساتھیوں کو بانٹ دیئے اور ایک نسخہ احناف کے لیے روانہ کر دیا گیا کہ یہ کتاب لے لو آپ کے تمام سوالات کے جوابات موجود ہیں اور جو سوالات تم نے ابھی نہیں کیے ان کے بھی جوابات لے لو۔ کتاب کو دیکھتے ہی ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ آخر ان بچوں سے جو سکول کے طالب علم تھے اور ان سے بحث کر رہے تھے احناف کو جان چھڑانا مشکل ہو گئی۔“ (مقدمہ کتاب ”دعا بعد نماز جنازہ کے دلائل کا تحقیقی جائزہ“ ص ۱۵)

بعد نماز جنازہ کا تحقیقی جائزہ کے آغاز میں اپنے والد گرامی کی طرف کتاب کا انساب کرتے ہوئے لکھا ہے:

”اپنے والد محترم جناب مستری سلطان محمود کے نام جنہوں نے مجھے دینی تعلیم کے حاصل کرنے کی طرف متوجہ فرمایا۔ مجھے آج تک یاد ہے کہ سیلاب کے دنوں میں کشتی پر سوار ہو کر مجھے مدرسہ دارالحدیث محمدیہ جلاپور پیر والا پہنچایا اور حضرت الاستاذ مولانا سلطان محمود محدث جلاپوریؒ کے سپرد کیا۔ اگر والد محترم ﷺ مجھے دنیا کے کاموں میں لگا دیتے اور روزانہ کی دہاڑی کھری کر لیتے تو کون ان کو روک سکتا تھا مگر انہوں نے مجھے دینی تعلیم کے حاصل کرنے پر لگا کر اخروی زندگی کی دہاڑی کرنے کو پسند فرمایا۔“ (دعا بعد نماز جنازہ کا تحقیقی جائزہ (ص: ۱۱-۱۲)

محمد صاحب نے علوم اسلامیہ کی مکمل تعلیم مدرسہ دارالحدیث محمدیہ میں مولانا سلطان محمود جلاپوریؒ کے پاس رہ کر حاصل کی۔ انہوں نے محدث جلاپوریؒ سے خوب استفادہ کیا اور سند فراغت اور اجازہ حدیث سے نوازے گئے۔ دارالحدیث محمدیہ سے فراغت کے بعد انہوں نے کچھ عرصہ اسی مدرسہ کے شعبہ ناظرہ قرآن میں تدریسی فرائض انجام دیئے۔ وہاں آپ نے فی سبیل اللہ امامت و خطابت کے ساتھ ساتھ ایک کتب کا آغاز کیا جہاں انہوں نے اپنے علاقے کے طلبہ و طالبات کو قرآن و سنت کی تعلیم سے بہت فائدہ پہنچایا۔

مولانا مدوح ایک غیور اور بے باک عالم دین تھے اگر کوئی مسلک اہل حدیث کے خلاف بولتا تو مولانا گرامی تقریر و تحریر کے ذریعہ مخالفین کا خوب محاسبہ کرتے۔ رد تہلیل، اتباع سنت، مسئلہ تراویح، رفع الیدین، فاتحہ خلف الامام وغیرہ مختلف موضوعات پر ان کے تقریری مناظرات معروف ہیں۔

ایک متعصب دیوبندی مولوی کی طرف سے ”تختہ اہل حدیث“ نامی بے بنیاد کتاب جب منظر عام پر آئی جس میں اہل حدیث پر شدید تنقید کی گئی تھی تو ایک سلفی ساتھی کی فرمائش پر مولانا موصوف نے فوراً اس کتاب کا سلجھ ہوئے انداز میں تعاقب کیا۔ ”احناف کے تین سو پچاس سوالات کے مدلل جوابات“ کے نام سے ان کی

کے خانوادہ علمی سے آگاہ ہو جائیں۔

مولانا محمدی کا نام عبدالغفار کنیت ابو داود اور سلسلہ نسب یوں ہے: عبدالغفار بن مستری سلطان محمود بن مولانا عبدالغفار بن مولانا عبدالکھیم بن مولانا سلطان محمود بن مولوی حسین بن مولوی یوسف قوم وریا۔

ہمارے مدوح مولانا عبدالغفار محمدی کے پردادا مولانا عبدالکھیم کے دو بیٹے تھے مولوی عبدالغفار اور حاجی عبدالستار۔

مولوی عبدالغفار محمدی صاحب کے دادا محترم تھے اور انہی کے نام پر مولانا موصوف کا نام عبدالغفار رکھا گیا۔ آپ کے دادا جی بستی گمانی آج شہر تعلیم کے حصول کے لیے مولانا حبیب اللہ گمانی صاحب کے مدرسہ حاضر ہوئے۔ ابھی ابتدائی درسی کتب پڑھ رہے تھے کہ گھریلو مسائل میں الجھ گئے اور تعلیم ادھوری چھوڑ کر اپنے گھر خان بہلہ واپس آ گئے اور دوبارہ تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔

انہی مولوی عبدالغفار صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے عطا کیے۔ انہوں نے اپنے ایک بیٹے کا نام اپنے دادا جی کے نام پر سلطان محمود اور دوسرے کا نام محمد افضل رکھا۔ مولوی عبدالغفار کے بیٹے دینی تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ اول الذکر بیٹے نے معماری کا پیشہ اختیار کر لیا اور مستری سلطان محمود کے نام سے مشہور ہوئے۔ مولانا عبدالغفار محمدیؒ مستری سلطان محمود کے گھر ۱۹۴۱ء کو پیدا ہوئے۔ محمدی صاحب نے اپنے والد صاحب کے زیرِ عاطفت پرورش پائی۔ مستری سلطان محمود خود تو دینی تعلیم و تعلم سے آراستہ نہ ہو سکے مگر وہ اپنے نور چشم کو دینی تعلیم سے بہرہ ور کرنے کے بڑے مشتاق تھے۔ لہذا وہ اپنے بیٹے کو دینی تعلیم دلوانے کی ٹھان لیتے ہیں۔

ان دنوں جلاپور شہر محلہ خواجگان میں مدرسہ دارالحدیث محمدیہ کا بڑا شہرہ تھا۔ محدث العصر مولانا سلطان محمود جلاپوریؒ مسند علمی پر فائز تھے اور تشنگان علم کی علمی پیاس بجھانے میں مصروف تھے۔ مستری سلطان محمود اپنے بیٹے کے بارے بڑے متشکر تھے کہ اگر اس بچے کو بھی معماری پر لگا دیا تو یہ ساری عمر ایسے ہی گزار دے گا۔ لہذا انہوں نے اپنے بیٹے کو ساتھ لیا اور مولانا سلطان محمود جلاپوری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

مولانا عبدالغفار محمدی صاحب نے اپنی کتاب ”دعا

سنجیدگی اور متانت کے ساتھ قرآن و سنت اور علمائے احناف کی تصریحات کی روشنی میں ان تحریفات کا خوب پردہ چاک کیا۔ یہ کتاب ”دعا بعد نماز جنازہ کے دلائل کا تحقیقی جائزہ“ کے نام سے (۳۰۸ صفحات پر مشتمل) شائع ہوئی ہے۔ کتاب بڑی تحقیقی انداز میں تحریر کی گئی ہے جو کہ لائق مطالعہ ہے۔

میلادی مولویوں کی طرف سے ”ہم میلاد کیوں مناتے ہیں؟“ کے نام سے دو کتابیں شائع ہوئیں جو مولوی سراج احمد اُچ شہر والے اور اس کے استاد احمد سعید کاظمی نے تحریر کیں۔ انہوں نے جا بجا علمی اور معنوی تحریفات کا ارتکاب کیا۔ مولانا محمدی صاحب نے ان مبتدعین کے ہر اعتراض و شبہات کا علمی و طعوس جواب دیا اور ان کی معنوی تحریفات اور علمی خیانتوں کا خوب ابطال کیا۔ یہ کتاب ”ہم میلاد کیوں نہیں مناتے؟“ کے نام سے شائع ہوئی ہے جو کہ ۳۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسی طرح مسئلہ رفع الیدین پر مولانا موصوف کا ایک چھوٹا سا رسالہ کراچی سے طبع ہو کر کئی بار تقسیم ہوا ہے۔

مولانا گرامی ایک محقق مناظر تھے آپ نے مختلف عنوانات پر تحریری مناظر لکھے اور مد مقابل کو جواب کر دیا۔ علاوہ ازیں مقامی مولوی محمد امین حنفی دیوبندی کے رسالے برائے عدم قراءت فاتحہ خلف الامام کے جواب میں مولانا ممدوح نے جواب لکھا جو ابھی زیر طبع ہے۔ ایک دوسرے مولوی غلام اکبر بریلوی کے ساتھ فاتحہ خلف الامام کے موضوع پر تحریری گفتگو ہوئی جس کا نام ”ازالۃ الاوهام عما صدر عن المقلد الغلام فی مسالۃ الفاتحۃ خلف الإمام“ رکھا۔

اسی طرح مولوی غلام اکبر شاہ دیوبندی جو نعت خواں ہے اس نے دو اشتہار (تقلید اور مسئلہ طلاق) پر لکھے۔ مولانا موصوف نے اس کا ترکی بترکی جواب دیا جس کا ابھی تک مد مقابل نے جواب نہیں دیا۔

مسئلہ رفع الیدین کے موضوع پر مولوی محمد موسیٰ دیوبندی نے ایک رسالہ لکھا جس کا مولانا محمدی صاحب نے تعاقب کیا اور بڑا عمدہ جواب دیا جو ابھی زیر طبع ہے۔

مولانا عبدالغفار محمدی صاحب بڑے سادہ مزاج، ملساز، مہمان نواز اور اخلاص مند شخصیت کے مالک تھے۔ موصوف ایک دیہی علاقے میں رہائش پذیر ہونے کی وجہ

سے زیادہ مشہور نہ ہو سکے وگرنہ وہ جماعت کے ایک محقق عالم دین، لا جواب مناظر، قاطع شرک و بدعت، ناصر السنہ اور سچے محبت رسول تھے۔

مولانا موصوف کی تحقیقی کتب آپ کے وسیع مطالعہ، مسلک کتاب و سنت کے دفاع، دینی حمیت سے شرشار اور شرک و بدعات کے رد پر شاہد ہیں۔ ان کتب سے استفادہ کر کے بہت سے سلیم الفطرت لوگ مسلک حق پر گامزن ہو چکے ہیں۔ واللہ الحمد۔

مولانا محمدی صاحب کے بارے شیخ گرامی مولانا محمد رفیق اثری رقمطراز ہیں:

”مولانا عبدالغفار کا شیخ محترم (مولانا سلطان محمود محدث جلاپوری) کے معروف تلامذہ میں شمار ہوتا ہے۔ انہوں نے دارالحدیث محمدیہ جلاپور سے سند فراغ حاصل کرنے کے بعد کچھ مدت دارالحدیث محمدیہ کے شعبہ ناظرہ تعلیم القرآن میں بچوں کو تعلیم دی، پھر اپنے آبائی گاؤں خان بیلہ واپس آ گئے جہاں فی سبیل اللہ امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے سادہ طبیعت، تبلیغ دین کے جذبے سے سرشار، محبت کی سوغات بانٹنے والے، صاحب ذوق عالم تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی سنن و آداب زندگی پر کسی طرف سے بھی اعتراض آتے وہ تجریر و تقریر میں اپنی صلاحیتوں کا سرمایہ اعتراض و تنقید کو رد کرنے میں صرف کر دیتے تھے۔ تقلید اتباع سنت، مسئلہ تعداد قیام رمضان، رفع الیدین فی الصلوٰۃ اور دعا بعد الجنازہ وغیرہ مسائل پر ان کے تحریری مناظرے معروف ہیں۔ احناف کے تین سو پچاس سوالات کے جواب میں ان کی اہم کتاب طبع ہو چکی ہے۔“ (محدث جلاپوری: ص ۲۷۴)

مولانا موصوف نے ساری زندگی کتاب و سنت کی اشاعت اور مسلک حق کے پرچار میں بسر کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں چار صاحبزادوں سے نوازا تھا، انہوں نے اپنے چاروں بیٹوں کو دینی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ کیا۔ آپ کے فرزندوں میں بڑے فرزند ارجمند مولانا محمد داود شاکر ایک جید عالم دین اور ماہر مدرس ہیں جو کئی سال سے شیخ عبداللہ ناصر رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ادارے ”المعبد السلفی“ گلستان جوہر کراچی میں تدریسی امور انجام دے رہے

ہیں اور ادارہ کے انتظامی امور بھی ان کے سپرد ہیں۔ انہی کے نام پر مولانا کی کنیت ابو داؤد ہے۔

دوسرے بیٹے مولانا محمد ایوب صاحب ہیں جو ایک عالم و فاضل اور مدرسہ ابو ہریرہ دہلی کالونی کراچی میں مدرس ہیں۔

تیسرے بیٹے حافظ محمد ابراہیم ہیں جو اپنے علاقے میں مدرسہ محمدیہ تعلیم القرآن والحدیث میں استاذ ہیں۔

آپ کے سب سے چھوٹے فرزند حافظ محمد اسماعیل ہیں جو مرکز ”المعبد السلفی“ سے تخرج ہیں اور اب اپنے علاقے خان بیلہ میں والد گرامی کی جگہ امامت و خطابت کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ مولانا صاحب کا مکتبہ انہی کے حوالے ہے۔ مولانا محمدی صاحب نے ناصرف اپنے بیٹوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کیا بلکہ اپنی بیٹیوں کو بھی دینی تعلیم دلوائی۔ آپ کی ایک صاحبزادی عالمہ فاضلہ ہیں اور مدرسہ خدیجہ الکبریٰ للبنات منظور کالونی کراچی میں معلقہ ہیں۔ مولانا موصوف کی تمام اولاد و احفاد دین کے مسلک و مدرس ہیں، یوں مولانا سلطان محمود خان بیلوی کا اگیا ہوا درخت دوبارہ آب و تاب سے بار آور ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ کے لیے پھلا پھولا رکھے اور نظر بد سے بچائے۔ آمین

مولانا محمدی صاحب زندگی کے آخری ایام تک حق و صداقت کے علمبردار رہے۔ ۱۷ دسمبر ۲۰۱۳ء کو آپ کی طبیعت اچانک ناساز ہوئی۔ علاقے کے ڈاکٹر سے دوا لی تو طبیعت میں کچھ سکون آ گیا۔ بہر حال چند دن کی ناسازی طبع بالآخر ۲۹ جولائی ۲۰۱۳ء کو صبح ساڑھے چار بجے داعی حق کو لبیک کہا اور اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ مولانا گرامی کی بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اولاد و احفاد کو ان کے لیے بہترین صدقہ جاریہ بنائے اور پیسندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین!

ہم مولانا گرامی کے تمام بیٹوں سے تعزیت کرتے ہیں اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْسَبِ



## جناب حکیم راحت نسیم سوہدروی

ہمارے ہاں کھانوں کو خوش ذائقہ خوشبودار اور ہاضم بنانے کے لیے صدیوں سے گرم مصالحوں کا استعمال ہوتا ہے۔ لوگک گرم مصالحہ کا ایک جزو ہے۔ جسے عربی میں قریظہ انگریزی میں کلوو (Clove) جب کہ ہندی اور سندھی میں لوگک کہتے ہیں۔ لوگک ہضم کرنے میں بہت معاون ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے پلاؤ کو خوشبودار بنانے اور ہاضمے کے لیے اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ بخنی میں ڈالا جاتا ہے۔ اپنی خصوصیات کے باعث اسے گرم مصالحے میں اہم حیثیت حاصل ہے۔ صرف اسی پر بس نہیں لوگک کا جو شانہ کئی امراض میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ لوگک میں ایسے اجزاء بھی شامل ہیں جو خون کی گردش دوران خون (Circulation of Blood) کو درست اور جسم کی حرارت کو قائم رکھتے ہیں۔ اس کا درخت اوسط درجے کے قد کا اور بڑا دکش ہوتا ہے۔ جس کا ابتدائی تعلق تنزانیہ کے قریب ساحلی جزیرے زنجبار سے ہے۔ تاہم گزشتہ دو ہزار سال سے عربی سے چین اور برصغیر میں اس کا استعمال عام ہے اور پایا جاتا ہے۔ آٹھویں صدی تک مغربی ممالک میں بھی یہ بہت استعمال ہوتا رہا ہے۔ ہندوستان کی لوگک بہت خوشبودار اور خوش ذائقہ ہوتی ہے۔ سعودی عربیہ میں حرم کے باہر حبشی خواتین لوگک لیے کھڑی ہوتی ہیں۔ لوگ بڑی رغبت سے خریدتے ہیں۔ یہ لوگک بھی خوشبودار ہوتی ہے۔ تازہ لوگک بڑی خوشبودار اور تھکت ہوتی ہے۔ جب پرانی ہو جائے تو بھر بھری ہو کر ہاتھ لگانے سے ٹوٹ جاتی ہے۔

## لوگک

لوگک کا تیل بھی کشید کیا جاتا ہے جو روغن لوگک کے نام سے مل جاتا ہے۔ یہ صحت کے لیے بہت مفید ہے۔ اس کا استعمال ایک دو قطرے سے زیادہ مناسب نہیں ہے۔ دہی دوا ساز ادوائے یہ روغن تیار کرتے ہیں۔ اسے اگر کسی تیل میں ملا کر جسم پر مالش کی جائے تو جسم میں حرارت پیدا ہوتی ہے۔ اس کے ایک دو قطرے پینا ریاضی درودوں میں فائدہ دیتا ہے۔ روٹی کے ساتھ دانتوں پر لگانے سے درد ختم کر دیتا ہے۔ جلد پر تین چار

قطرے لگانا جلد کو تروتازہ رکھتا اور قوت فراہم کرتا ہے۔

## نزلہ زکام کھانسی:

جب موسم سرما میں نزلہ زکام اور کھانسی ہو جائے تو بعض مریضوں میں شدت کا پانی بہتا ہے۔ چھینکوں سے برا حال ہوتا ہے اور شدت سردی کے باعث تو بعض لوگوں کا کھانسی کھانسی کر برا حال ہو جاتا ہے یا گلا خراب ہو کر آواز بیٹھ جائے تو ایک لوگک لے کر ذرا سانمک لگا کر چوسنا بڑا مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ چنگی بھر سفوف بغیر دودھ کے چائے کے قبوہ میں ملا کر پینا بھی فائدہ دیتا ہے۔

## دمہ:

جن لوگوں کو دمہ بلغمی کی شکایت ہوتی ہے اس وقت ان کی طبیعت درست نہیں ہوتی جب تک وہ کھانسی کھانسی کر بلغم خارج نہ کر لیں۔ ایسے مریضوں کو سردیوں میں اس مرض کی شدت ہوتی ہے اور جب دمہ کا دورہ ہوتا ہے تو ان کی حالت بہت خراب ہوتی ہے۔ ایسے مریضوں کے لیے لوگک پانچ عدد ابال کر چھان کر شہد کا ایک چمچ ملا کر دن میں دو بار پلانا بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ لوگک آک کے پھول اور نمک سیاہ برابر وزن کوٹ کر گولیاں بنا کر چوس لی جائیں۔ یہ دمہ میں بہت فائدہ مند ہے۔ اس سے بلغم خارج ہوتا ہے۔

## جسم اور جوڑوں کا درد:

جوڑوں کا درد عموماً موسم سرما میں بڑھ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بند چوٹوں کا درد بھی اس موسم میں پریشان کرتا ہے۔ کمزور اعصاب کے لوگوں میں بھی جسم میں درد رہتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض لوگوں کو جسم میں مختلف مقامات پر درد ہوتا ہے اور وہ اسے ریاضی درد کا نام دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے لوگک کا قبوہ پینا مفید ہے۔ نیز روغن لوگک کوتلوں کے تیل میں ملا کر نیم گرم کر کے مالش کرنا درد کو آرام دیتا ہے۔

## سر درد:

موسم سرما میں درد سر ہو یا درد شقیقہ (یعنی آدھے سر کا درد) جو مریض کو بے چین کر دیتا ہے۔ ایسے مریض لوگک کے چار پانچ دانے پس کر تھوڑا نمک ملا کر پیشانی پر لپ کر لیں تو فائدہ ہوتا ہے۔

## دانت کا درد:

دانت اور داڑھ میں اگر درد ہو تو روغن لوگک روٹی سے لگا کر متاثرہ مقام پر لگانے سے دانتوں داڑھوں اور

مسوڑھوں کے درد میں بہت مفید ہے۔

## گوع بختی:

آنکھوں کی پلکوں پر بعض لوگوں کو خارش ہو کر دانے بن جاتے ہیں جنہیں گوع بختی کہا جاتا ہے۔ یہ بہت تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ صبح اٹھنے پر یہ بہت تکلیف دیتا ہے۔ جب تک پک نہ جائے اور مواد خارج نہ ہو مریض کو بہت اذیت ہوتی ہے کیونکہ اس دانے میں نیسیں اٹھتی ہیں۔ ایسے مریض اگر لوگک کو مٹی کے گھڑے پر رکھ کر دن میں چار پانچ دفعہ لگائیں تو اکثر بیشتر دانہ بیٹھ کر درد ختم کر دیتا ہے۔

## کثرت پیشاب:

بعض لوگوں کو کمزور اعصاب کے باعث موسم سرما میں بار بار پیشاب آتا ہے۔ اس طرح بعض بچے رات سوتے ہوئے بستر پر پیشاب کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ موسم سرما میں چنگی برابر لوگک کا سفوف استعمال کریں تو کثرت پیشاب سے محفوظ ہو سکتے ہیں۔

## ضعف اعصاب:

آج کی مصروف زندگی اور بڑھتے ہوئے مسائل نے بیشتر افراد کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کر دیا ہے جس کو دیکھو وٹا منز اور طاقت کے ٹانک اور ادویہ پر لگا ہوا ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے لوگک پس کر چنگی برابر کھانے کے لوب کبیر کا درجہ رکھتا ہے۔ بعض لوگوں میں اعصاب کو سردی لگنے کے باعث دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے۔ ایسے لوگ بھی لوگک کا استعمال کریں تو مفید ہے۔

## بچگی قے اور بد ہضمی:

معدہ کی خرابی کے علاوہ جن لوگوں کو بچگی کا اذیت دینے والا مرض ہو یا جی متلاتا ہو معدے میں گیس ریاخ پیدا ہوتے ہوں تو لوگک کا چنگی برابر سفوف اور عرق سوف (بادیان) کے ساتھ استعمال کرنا بہت مفید ہے۔ اگر قے آتی ہو تو شہد ایک چمچ کے ساتھ استعمال کرنا فائدہ مند ہے۔ اگر قے کی شدت ہو تو لوگک کا چنگی برابر سفوف عرق بودینہ کے ساتھ استعمال کرنا بھی مفید ثابت ہوتا ہے۔

## پرانے زخم یا بند چوٹ:

اگر پرانے زخم کسی طرح ٹھیک نہ ہوتے ہوں یا موسم سرما میں بند چوٹ میں درد نکل آئے تو روغن لوگک اور ہلدی کا مرہم اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔

## خط و کتابت: حکیم راحت نسیم سوہدروی، مطلب ہمدرد

سلیم موڑ علامہ اقبال ناؤن۔ لاہور فون 042-37803520



# اخبار الجماعۃ

## جمیعت اہل حدیث بریڈ فورڈ برطانیہ کے تحت عظیم الشان عالمی خاتم النہیین کانفرنس

**حم نوبت مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے۔ یہ اسلام اور کفر کا معاملہ ہے۔**  
 نبی کریم ﷺ سے پہلے جتنے انبیاء دنیا میں آئے وہ کسی ایک قوم یا کسی ایک علاقہ کے لئے تھے مگر نبی اکرم ﷺ ساری انسانیت کے لئے نبی بنائے گئے ہیں، ۱۲ اگست ۱۹۸۴ء میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔  
 گزشتہ دنوں جمیعت اہل حدیث بریڈ فورڈ کے زیر اہتمام جامع مسجد الہدیٰ میں ایک عظیم الشان ”انٹرنیشنل خاتم النہیین کانفرنس“ منعقد ہوئی جس میں امیر مرکزی جمیعت اہل حدیث برطانیہ مولانا محمد عبدالہادی العمری، ناظم اعلیٰ مولانا شعیب احمد میرپوری، مہمانان خصوصی مولانا سید توصیف الرحمن الراشدی (سعودی عرب)، مولانا غازی شفیق خان پسروری پاکستان کے علاوہ مولانا شیر خاں جمیل احمد عمری، مولانا شفیق الرحمن شاہین، مولانا واجد ملک مدنی، مولانا محمود الحسن اور دیگر علماء کرام نے اردو اور انگریزی میں ان خیالات کا اظہار کیا، حارث فیاض اور سلمان طارق کی تلاوت کلام پاک سے اس کا آغاز ہوا، حافظ حبیب الرحمن جہلمی اور ڈاکٹر عبدالرب ثاقب نے منظوم کلام پیش کیا، داعی کانفرنس مولانا شریف اللہ شاہد نے بحسن و خوبی نظامت کے فرائض انجام دیئے اور تمام علماء کرام اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا داعی کانفرنس امیر جمیعت اہل حدیث بریڈ فورڈ حاجی محمد اکبر اور منتظمین و معاونین کانفرنس کا شکریہ ادا کیا۔  
 کانفرنس میں حافظ اخلاق احمد، مولانا محمد ابراہیم میرپوری، حافظ عبدالاعلیٰ درانی، حافظ محمود الرحمان کی، مولانا رفیق عابد مدنی، شیخ ابو حمزہ مدنی، مولانا فضل الرحمن حقانی، حافظ عطا الرحمن، مولانا حبیب الرحمن چوہدری، حافظ سعید احمد، چوہدری شوکت علی، چوہدری برکت علی، جناب فیاض احمد، حاجی محمد اسحاق چوہدری، حافظ نور الحسن مکی، برادر عجائب خاں، حافظ زکریا سعود، اور دیگر علماء اور قائدین کثیر تعداد میں شریک تھے خواہ تین بھی کثیر تعداد میں شریک تھیں۔ مسجد الہدیٰ کے ذمہ داران و منتظمین نے طعام وغیرہ کا بہترین انتظام کیا، اللہ کریم ان تمام کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (رپورٹ: ڈاکٹر عبدالرب ثاقب ڈوولی برمنگھم)

### اظہار تشکر

✽ شہر شیخوپورہ کی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس سابقہ روایات کے مطابق 12 ربیع الاول کو انتہائی شان و شوکت سے منعقد ہوئی۔ جس میں امیر محترم جناب پروفیسر بنیر ساجد میر صاحب حفظہ اللہ خصوصی طور پر تشریف لائے اور ایک جاندار بے مثال اور عالمانہ خطاب فرمایا جس کو حاضرین نے خوب سراہا۔  
 امیر محترم کی تشریف آوری سے شیخوپورہ کے جماعتی احباب کے حوصلے مزید بلند ہوئے اور جماعتی احباب نے ان کا بھرپور انداز میں شکریہ ادا کیا۔ امیر ضلع حافظ عبدالباسط شیخوپورہ سمیت پوری جماعت نے امید ظاہر کی ہے کہ آئندہ بھی امیر محترم اس طرح ہماری جماعت کی حوصلہ افزائی فرماتے رہیں گے۔  
 منجانب: عبدالستار انجم ایم اے ناظم تحصیل شیخوپورہ

### ضرورت رشتہ

✽ معلمہ حافظہ قاریہ میٹرک پاس، مغل ٹیلی کے لیے ہم پلہ رشتہ فیصل آباد کے گرد و نواح سے درکار ہے۔ صرف والدین رابطہ کریں۔ محمد اسحاق 0300-7612304

### ضرورت رشتہ

✽ نوجوان عمر 30 سال حفظ قراءت درس نظامی B.A برسر روز گاندہ سرسہ للبنات میں زیر تعلیم کے لیے دین دار رشتہ چاہیے۔  
 منجانب: خضر حیات 0321-5009166

## جامعہ علوم اثریہ جہلم کی 31 ویں سالانہ تقریب صحیح بخاری شریف

✽ مورخہ 7 نومبر بروز جمعہ المبارک جامعہ علوم اثریہ جہلم میں 31 ویں سالانہ تقریب صحیح بخاری کا انعقاد ہوا، پروگرام کا آغاز مولانا عتیق اللہ عمر کے خطبہ جمعہ سے ہوا۔ دن 2 بجے سے لے کر نماز عصر تک جامعہ کے طلباء کے مابین تقریری مقابلہ ہوا۔ جس میں علم کی فضیلت، اہمیت اور علماء کے حقوق و فرائض کو اجاگر کیا گیا۔ نماز عصر کے بعد شیخ الحدیث مولانا محمد اکرم جمیل نے بخاری شریف کی آخری حدیث پر عالمانہ و فاضلانہ درس ارشاد فرمایا۔ نماز مغرب کے بعد حاضرین کیلئے ذیافت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ نماز عشاء کے بعد سالانہ جلسہ تقسیم اسناد جس میں جامعہ علوم اثریہ اور اثریہ ماڈل ہائر سینڈری سکول کے طلبہ نے تقاریر کیں اور بعد میں اس پروگرام کے روح رواں ممتاز عالم دین مولانا عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ نے عالمانہ و فاضلانہ خطاب فرمایا، حاضرین ان کے اس علمی خطاب سے بڑے محظوظ ہوئے۔

حافظ عبدالحمید عامر رئیس جامعہ علوم اثریہ نے کہا کہ امت مسلمہ کے تمام تر مسائل کا حل صرف قرآن و سنت میں ہے اس لئے امت کو انہی کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ انہوں نے اپنے صدارتی خطاب میں دینی مدارس کے کردار کو سراہتے ہوئے کہا کہ یہ ایک ایسی رفاہی اور علمی تحریک ہے جو لاکھوں طلبہ کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کر رہی ہے۔ جامعہ علوم اثریہ جہلم کے مدیر حافظ احمد حقیق نے اہل حدیث علماء کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے اپنے ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر ہمیشہ کلمہ حق کو بلند کیا۔

نماز جمعہ کے بعد جامعہ اور اثریہ سکول کے طلباء نے علم اور علماء کی فضیلت کا موضوع بیان کر کے سامعین کو یہ پیغام دیا کہ اگر ارض پر سب سے افضل انسان دین کو سمجھنے اور سکھانے والے ہیں۔ نائب مدیر الجامعہ حافظ عبدالغفور مدنی نے کہا کہ دینی مدارس اسلام کے قلعے اور دین کے سرچشمے ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا محمد اکرم جمیل نے صحیح بخاری کی آخری حدیث پر درس دیتے ہوئے تقویٰ اور احترام انسانیت کے اصول پر کاربند ہونے کا سبق دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی سیرت کو محمد ثین کے ذریعے کتب حدیث میں محفوظ فرما کر انسانیت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ حضرت مولانا عبداللہ ناصر رحمانی نے امام بخاری کی سیرت و فقاہت کے بارے خصوصی نشست میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے وہیں پر حدیث کی حفاظت کا بھی ذمہ اٹھا رکھا ہے اور یہ کام محدثین کرام کے ذریعے مکمل کر دیا ہے آخر میں مناظر اسلام مولانا محمد یوسف پسروری نے مسلک اہل حدیث اور صحابہ کرام کی شان کو قرآن و حدیث کے دلائل سے پیش کیا اور کہا کہ صحیح معنوں میں مومن وہی ہے کہ جب اللہ اور اللہ کے رسول کا فیصلہ آجائے تو سر تسلیم خم کرتے ہیں۔

## انا للہ وانا الیہ راجعون

شاعر توحید وسنت حضرت مولانا سید عبدالغفار شاہ مشہدی  
انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرکزی جمعیت اہل حدیث فیصل آباد کے ممتاز رہنما، بقیۃ السلف، شاعر توحید وسنت حضرت مولانا سید عبدالغفار شاہ مشہدی گزشتہ ہفتہ یہاں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا موصوف یہاں گزشتہ 28 برس سے جامع مسجد محمدی اہل حدیث فردوس کالونی جھنگ روڈ میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ توحید وسنت اور اصلاح معاشرہ کے لیے پنجابی شاعری میں نامور تھے۔ مشہور نظم ”اسی کڑیاں قوم انصار دیاں..... جند جان نبی توں واردیاں“ انہی کی تخلیق ہے جسے نامور خطباء اہل حدیث نے ہمیشہ اپنی تقریروں کی زینت بنایا ہے۔ شاہ صاحب گزشتہ چھ ماہ سے علیل تھے اور پچھلے ہفتہ سے ہسپتال میں زیر علاج تھے کہ وقت موعود آپہنچا۔ شاہ صاحب کی نماز جنازہ بعد نماز عصر 24 دسمبر کو گلستان قبرستان میں ادا کی گئی۔ جس میں مقامی قائدین علمائے کرام سیاسی رہنماؤں اور کارکنان جمعیت کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ شاہ صاحب نے پسماندگان میں ایک بیٹا، بیوہ اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ ان کے صاحبزادے سید محمد یاسر شاہ مشہدی 0300-7284838 فیصل آباد AYF کے ممتاز رہنما ہیں۔ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس عطا فرمائے آمین!

شریک غم: یکے از تلامذہ شیخ عبدالصمد معاذ

## حافظ محمد ادریس ضیاء کو صدمہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نائب امیر مرکز ضیاء الاسلام ہاؤس کے سرپرست مولانا حافظ محمد صالح صاحب آف جیاباگ لاہور 2 جنوری 2015ء بروز جمعہ المبارک تقریباً سو سال کی عمر میں بقضائے الہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم علاقہ بھر کی ہر دھڑ پر شخصیت تھے۔ سینکڑوں شاگرد صدقہ جاریہ ہیں۔ مرحوم کے تین بیٹے حافظ محمد ادریس ضیاء عبدالحمید اور احمد سعید سوگوار ہیں۔ ان کی نماز جنازہ ان کے بڑے بیٹے یعنی میرے والد محترم حافظ محمد ادریس ضیاء نے پڑھائی۔ میاں محمد حسین رانا نصر اللہ خان، امتیاز احمد مجاہد، قاری اکرام الحق، محمد ارشد پر دسی کے علاوہ بے شمار علماء کرام شریک ہوئے۔ اللہ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین! شریک غم: رانا حبیب الرحمن ضیاء، رانا ضیاء الرحمن ضیاء، رانا عبدالحمید ضیاء

## برادری میں خوف و ہراس اور بد اعتمادی کی فضا پھیل رہی ہے۔ رانا نصر اللہ خاں

مرکزی جمعیت اہل حدیث لاہور کے امیر رانا نصر اللہ خاں نے اپنے احتجاجی بیان میں کہا ہے کہ بعض اسلامی کتب کے پبلشرز اور دکانداروں کے خلاف حالیہ دہشت گردی کے خلاف مہم کے سلسلے میں بغیر پیشگی وارنٹک چھاپے مارے جا رہے ہیں اور لوگوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔ تاجر برادری میں خوف و ہراس اور بد اعتمادی کی فضا پھیل رہی ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث اس غیر قانونی کارروائی کی بھرپور مذمت کرتی ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ حکومت تمام بگس کیس واپس لے اور گرفتار افراد کو فوری طور پر رہا کیا جائے اور حکومتی سطح پر ایسے اقدامات کیے جائیں جن سے تاجروں کا اعتماد بحال ہو اور وہ روزمرہ کے کاروبار کو جاری رکھ سکیں۔ اور ہم تاجروں کے مطالبات کی بھرپور حمایت کرتے ہیں۔ (میڈیا سیل)

## جنتی گوٹھ ضلع بہاولپور میں خطبہ جمعہ المبارک

مرکزی جامع مسجد اہل حدیث (اسٹیشن والی) جنتی گوٹھ ضلع بہاولپور میں 23 جنوری 2015ء کا خطبہ جمعہ المبارک شیر اسلام لکڑا اہل حدیث، مقرر انقلاب حافظ رانا محمد خلیق خاں پسروری صاحب ناظم ذیلی تنظیمات مرکزی پاکستان ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ! خطبہ جمعہ المبارک ٹھیک 12:30 بجے شروع ہوگا۔ احباب سے شرکت کی اپیل ہے۔  
منجانب: (مولانا) عبداللطیف، متولی جامع مسجد اہل حدیث اسٹیشن والی جنتی گوٹھ ضلع بہاولپور

## ضروری اطلاع

مولانا بشیر احمد عثمانی خطیب جامع مسجد ابوذر غفاری ویتیم جامع عثمانیہ حافظ آباد ہفت روزہ اہل حدیث کے ضلع حافظ آباد میں نمائندہ ہیں۔ پرچے کی توسیع و اشاعت کے لیے احباب سے رابطہ کر رہے ہیں احباب ان سے تعاون فرمائیں۔ (ادارہ)  
رابطہ: 0321-6844694 - 0343-4999011

## دعائے صحت کی اپیل

مولانا محمد دلدار عاجز صاحب خطیب مرکزی جامع مسجد اہل حدیث مٹھوانہ کی اہلیہ علیل ہیں۔ اسی طرح بھائی محمد رفیق بھڑی فروش گڑھا موکا کا پوتا بھی شدید بیمار ہے۔ احباب جماعت خصوصی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے آمین!

## ضرورت رشتہ

لوکی عمر 27 سال قد 5'7" PHd معاشیات (زیر تعلیم) ٹورنٹو یونیورسٹی کینیڈا۔ لوکی عمر 24 سال 5'5" تعلیم C.A. (زیر تعلیم) ٹورنٹو یونیورسٹی کینیڈا۔ انتہائی شریف معزز کاروباری گھرانہ کی بیٹیوں کے لیے امریکہ کینیڈا اور پاکستان سے ہم پلہ تعلیم یافتہ رشتے درکار ہیں۔  
بیٹی مطلقہ عمر 42 سال قد 5'5" اعلیٰ تعلیم یافتہ والد ریٹائرڈ U.N خوب صورت و سیرت کے لیے تعلیم یافتہ دوسری شادی کا خواہشمند بغیر بچوں کے لاہور سے رابطہ کریں۔  
رابطہ عبدالغفور: 0301-4559652

## جلسہ سیرت شافع مشعر منہاج

19 نومبر بروز بدھ بعد از نماز عشاء جامع مسجد العقیل اہل حدیث منظر ناؤں (چوتھرہ) جہلم میں عظیم الشان جلسہ سیرت شافع مشعر منہاج زیر صدارت حافظ عبدالحمید عامر رئیس جامعہ علوم اشریہ جہلم منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز قاری محمد طیب ”تعلیم جامعہ کی تلاوت سے ہوا۔ حمد و نعت ”تعلیمین جامعہ محمد الیاس گوندل اور محمد سلیمان شاہ نے پیش کی۔ جلسہ سے مولانا نقیب شاہ مدرس جامعہ علوم اشریہ جہلم، مولانا حافظ انعام اللہ کجانبی اور مناظر اسلام حضرت مولانا محمد نواز چیمہ نے مفصل خطاب کیا۔

## خطبات جمعہ المبارک

جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث چک نمبر 209/TDA تحصیل بھکر میں 26 دسمبر 2014ء کا خطبہ جمعہ المبارک صاحبزادہ حضرت مولانا عمران شریف صاحب آف الہ آباد نے جھوٹ کی سزا کے موضوع پر ارشاد فرمایا۔  
27 دسمبر 2014 کو چک نمبر 71/ML تحصیل منکیرہ جامع مسجد اہل حدیث میں صاحبزادہ حضرت مولانا عمران شریف صاحب عید میلاد النبی کے موضوع پر خطاب فرمایا، عوام الناس کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ دونوں پروگرام اللہ کے فضل سے کامیاب ہوئے۔  
منجانب: قاری محمد انور ظہیر، خطیب مسجد ہذا، ناظم تحصیل منکیرہ

## مولانا سیف اللہ طیب کو صدمہ

جامع مسجد مبارک اہل حدیث کوٹ رادھا کشن کے خطیب مولانا سیف اللہ طیب اور مرکزی جمعیت اہل حدیث قصورٹی کے ناظم تبلیغ مولانا بارون رشید کے والد محترم بابا عبید اللہ مغل 16 دسمبر 2014ء کو انتقال کر گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون! ان کی نماز جنازہ مولانا عبدالعزیز سلوی شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد نے پڑھائی، نماز جنازہ میں علاقہ بھر سے علماء حفاظ دینی و سیاسی اور جماعتی کارکنان و قنادین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ مرحوم کی اولاد بیٹے اور بیٹیاں حافظ ہیں جو ان کے لیے صدق جاریہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر انہیں جنت الفردوس میں مقام دے۔ آمین رابطہ حافظ سیف اللہ طیب 0301-4310876 شریک غم: حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی کوٹ رادھا کشن قصور

## الاسلام ڈائری 2015ء

الحمد للہ الاسلام ڈائری 2015ء بائینڈنگ کے مرحلہ میں ہے احباب جماعت اپنے آرڈر جلد بھجوائیں تاکہ ڈائری دفتر آنے پر جلد ان کی خدمت میں ارسال کی جاسکے۔

عام قیمت فی ڈائری ..... 350/- روپے  
مجلہ ”اہل حدیث“ کے معاونین سے ..... 300/- روپے  
نوٹ: ڈائری وی پی نہیں کی جائے گی۔

رابطہ: ادارہ الاسلام ڈائری دفتر ہفت روزہ اہل حدیث  
چوک اہل حدیث 106 راوی روڈ۔ لاہور

0321-6487892 - 0300-4478611  
042-37720257 - 055-4443265  
Weeklyahlehadith@yahoo.com

## جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ (مالیوس ہونا گناہ ہے۔)

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ”جوہر نایاب“ تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

مکمل ایمپلی فائر  
خود تیار کردہ  
دستیاب ہیں۔

گولڈن

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

امپورٹڈ U.P.S

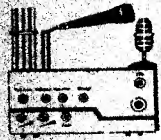
بھی دستیاب ہیں۔

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

0300-6430739  
055-4213430

چوک نیائیں نزد دہلی کالج گوجرانوالہ



الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل  
ورائٹی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ  
فون نمبر: 0300-6430029, 055-4212804, 04226706  
محمد ذیشان ربانی 0343-6007696

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر  
اینڈ ساؤنڈ سسٹم

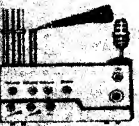
0333-8294645  
055-4237974  
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah  
Loud Speaker Amplifier



بدوہائیز محمد عثمان

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیا ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، شینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

Mob: 0321-7432246  
Mob: 0334-7967107  
Ph: 055-4230167

نیائیں چوک نزد دہلی کالج گوجرانوالہ



1200 روپے 2 لیٹر

no side effects

**فیصل**

# عرق نایاب

مطابق گیس، پوٹاشی اور پوٹاشی کے پیٹ کا مکمل علاج

فیصل عرق نایاب 100% انتہائی مفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ ایسا مرکب جو جسم میں پہنچ کر فالتو چربی کو پھلاتا ہے اور جسم کو خوبصورت اور جاذب نظر بناتا ہے۔

**فیصل عرق نایاب کے فوائد**

- مونپا کو مکمل ختم کر کے جسم سے فاسد مادوں کو خارج کرتا ہے۔
- چہرے کے کیل مہات، چھانیاں، پھوڑے، پھنسیوں کا قدرتی علاج۔
- جگر، معدہ، آنتوں کی سوزش، قبض، گیس، جلن، درد، بدشہمی، کھنکھارے، تھکاوٹ، بے خوابی، نسیان اور اعصابی کمزوری کا اکیس علاج
- تھکاوٹ، بے خوابی، نسیان اور اعصابی کمزوری کا اکیس علاج

ہوم ڈلیوری

0314-3085577

**پاکستان بھر کے تمام**

بڑے شہروں میں

**فوری**

**فیصل** FOODS

سٹار بلائیز ڈی گراؤنڈ سپلیز کالونی فنسیل آباد

132 اجزاء سے تیار کردہ

**فیصل**

دماغ، اعصاب، ذہن اور حافظہ کیلئے آزمودہ نسخہ

**معبون قوت دماغ زعفرانی**

- ذہنی دباؤ، تھکاوٹ، بے خوابی، نسیان اور اعصابی کمزوری کا اکیس علاج
- چہرے کی شادابی، حافظہ کی کمزوری، نظر کی بہتری کیلئے بہترین ٹانک
- نظام ہضم کی درستگی، شوگر اور بلڈ پریشر کے مریضوں کیلئے انمول تحفہ
- ہر موسم اور ہر عمر کی خواتین و حضرات میں یکساں مفید
- معدہ و جگر کی کمزوری اور گرمی کا بہترین علاج
- مسلسل استعمال بھرپور جوانی کی ضمانت

قیمت 1200/- روپے وزن 600 گرام

قیمت 650/- روپے وزن 300 گرام

**پاکستان بھر**

بذریعہ ڈاک

**فوری**

ہوم ڈلیوری

0314-3085577

**فیصل** FOODS

سٹار بلائیز ڈی گراؤنڈ سپلیز کالونی فنسیل آباد

دھڑا	شہر
شیر	جہڑا
سرخ سیاه	بادشاہ
مٹھل	گل سرخ
سورجی	الاجی خور
سورجی	گولہ کترہ
آلو	مکھڑو

تبوک ٹریول اینڈ ٹورز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

جج و عمرہ سروسز میں با اعتماد نام

فوری بکنگ پر خصوصی رعایت

لاسٹس نمبر 5282

**عمرہ گروپ**

خوبصورت اور قریب ترین انٹرکنٹیننٹل ہوٹل کی رہائش

تیز ترین عمرہ ویزہ سروس / ملکی و غیر ملکی ایئر لائنز کے سستے ترین ٹکٹ

دن کے معیاری پیکیجز

دہلی، ملائیشیا اور سنگاپور کے ویزے

مینجر: حماد مدنی

0333-4005913

042-37506747

0322-6662333

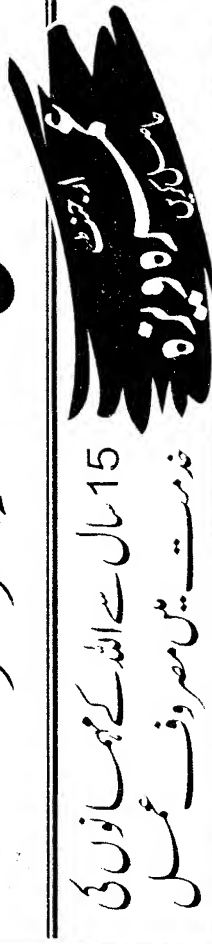
0302-4580611

آفس نمبر 8، فرسٹ فلور، 25- ابراہیم خیل روڈ لاہور

حافظ عبدالحفیظ مدنی

(فاضل مدینہ یونیورسٹی)

چیف ایگزیکٹو



5-4-3 کے ساتھ ساتھ 5-4-3

[illegible]

فون 042-35943765  
042-35943766  
شعبہ لکھپت  
کوٹ لکھپت  
ماڈرن کالونی پیک ورڈ "نزد امتیازی" 60-A  
لاہور۔

E-mail: [astawana.hajj@yahoo.com](mailto:astawana.hajj@yahoo.com)

آج چھار انازائیت اتائی سماجیجن کے اقصوں اپنا مرض بڑھا کر سسک سسک کر دم لے رہی ہے میرے چائے لالچ لالچ کھٹے دوا کے ساتھ ساتھ دوا اور دھڑا کی سوانفت بھی اڑائی ہے یہ سہی نہیں سکا کرٹنی کچلی ہوں اور کٹے کلب، روست روست دھیرے کھاٹے چائیں اور صبر ٹھانے انہی کھیر کے لیے ہی طرح ہی طرح نہیں ہو سکتا کہ کوئی خورق نہیں کھائی کہ لپٹے اور تھوڑی کمی کے ساتھ ساتھ قلب و کھپ کی تھوڑی تھوڑی اڑائی اور تھوڑی اڑائی کے بغیر ہو جاتے۔ میرے بھائی اکمت کچلن کا کپیل نہیں پڑھتا ہیں، نہ صحت، نہ جراثیم، نہ روست کے ساتھ ساتھ قلب و کھپ کی تھوڑی تھوڑی اڑائی اور تھوڑی اڑائی کے بغیر مائل نہیں ہوتی۔ فیصل تھائی چائیں سالہ جگر کے درد اور کٹے کلب، روست روست دھیرے کھاٹے چائیں اور صبر ٹھانے انہی کھیر کے لیے ہی طرح ہی طرح نہیں ہو سکتا کہ کوئی خورق نہیں کھائی کہ لپٹے اور تھوڑی کمی کے ساتھ ساتھ قلب و کھپ کی تھوڑی تھوڑی اڑائی اور تھوڑی اڑائی کے بغیر اور دوا اور ایک کو کٹھ پتیل مائل کہ کچھ ہوں خدائے آپ کا آپ کے چائے لالچ لالچ کھٹے دوا کے ساتھ ساتھ قلب و کھپ کی تھوڑی تھوڑی اڑائی اور تھوڑی اڑائی کے بغیر ضرور دیں۔ انشاء اللہ ٹھانے کا سلاسل مائل ہوتی۔ ہمارے جگر اور کورس میں کوئی نشوونما، کوئی زہریلی کوئی ایلیوٹکس، وائی نہیں ہے جس لیے انہی سے چائیں چیک کر وائیں۔ ہمارے 15 روزہ کورسز درج ذیل ہیں

[illegible]

میزان بینک ٹاسٹل عبدالکریم جی سیوٹنگ اکاؤنٹ نمبر

7001 0101053034

میں نے نار، ایزی پیسہ  
ٹائیٹل عبدالکریم بھی

0313-75451197 الكائنات

رحمۃ اللہ علیہ

نئی منڈی حبیب آباد (وال رادھارام) تحصیل پتوکی ڈوٹھن لاہور  
Jazz:0345-7545119, Telnor:0313-7545119



شرکہ الرحمہ

سے ڈائریکٹ ایئر لائن

# کبیر



ٹریولز اینڈ ٹورز

# بہترین عمر چیکر

محمد نواز ڈوگر

0300-4699430

محمد زبیر عقیل

فاضل مدینہ یونیورسٹی

0300-8450426

شاور سنٹر موٹر سمن آباد ملتان روڈ لاہور

042-37525001-2





ﷺ

# نعت محمد



جناب مولانا عبدالرحمن عاجز مالک کوٹوی

دیدہ	دل	قربان	محمد ﷺ	وجہ	سکون	ارمان	محمد ﷺ
حکم	خدا	فرمان	محمد ﷺ	سُبحان	اللہ!	شان	محمد ﷺ
نازش گل وہ	شمع سبل وہ	رہبر کل وہ	فخر رسل وہ	ہر	خوبی	شایان	محمد ﷺ
نام میں اعلیٰ	کام میں بالا	سب سے نرالا	کملی والا	دامن	حق	وامان	محمد ﷺ
عابد	واعبد	زاہد	وازد	ماجد	وامجد	حامد	واحمد
عظمت	بے	پایان	محمد ﷺ	سب	پر	ہے	احسان
علم میں	علم	فہم میں	افہم	قول میں	احکم	فعل میں	اکرم
اُن کا	تکلم	گل کا	تبسم	اُن کا	تبسم	لطف	و تکریم
خلق میں	افضل	خلق میں	اول	حسن میں	اجمل	عقل میں	اکمل
نازش اختر	چاند سے	بہتر	مہر سے	انور	گل سے	حسین	تر
ان کی	محبت	وجہ	سعادت	ان کی	اطاعت	روح	عبادت
نور	ہدایت	شمع	صداقت	ماہ	امانت	مہر	دیانت
صدق کے	حامل	عدل کی	منزل	حلم کے	حامل	علم کے	عالم
دل میں	لگن	ہو	لب پہ	خن	ہو	روح	مگن
ہو	طیبہ	وطن	ہو	عاجز	نغمہ	خوان	محمد ﷺ



# Weekly AHL- E - HADITH

CPL No  
116

106, Ravi Road Lahore (54000)

Email: Weeklyahlehadith@yahoo.com

WEBSITE :www.ahlehadith.org

Head Office:

042-37729933

Fax:

042-37725525

Weekly Ahl-e- Hadith

042-37720257

Paigham Tv:042-37722876



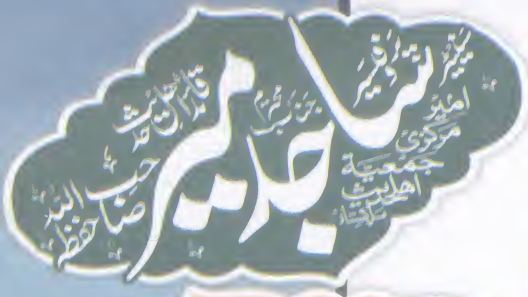
جماعتی جذبوں کی آئینہ دار

سلفیت کے شایانِ شان

جس کا ہر صفحہ کتاب و سنت کے افکار سے مزین

ہر پڑا لکھے فرد کی ضرورت

زیر سرپرستی



قیمت 350 روپے

۱۴۳۵ھ - ۱۴۳۶ھ

جسے آپ اپنے گھروں، دفاتر کی زینت بنانے اور احباب کو بطور ہدیہ پیش کرنے میں مسرت محسوس کریں گے۔ ہر صفحہ پر قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے رہنمائی۔ تحریک اہلحدیث اور دینی مدارس کا تعارف۔ یہ ڈائری صرف کیلنڈر ہی نہیں، ایک دعوتی پیغام بھی ہے۔ بہترین کاغذ، عملی طباعت

برائے رابطہ:

اہلحدیث پبلیکیشنز

106 راوی روڈ لاہور

042-37720257 0321-6487892  
055-4443265 0300-4478611

مجلہ "اہل حدیث" کے خریداروں  
اور ڈائری کے خصوصی معاونین کو  
خصوصی رعایت